بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

از

ڈاکٹر نورالحسین قاضی حَفِظَہُ اللّٰہُ

CRIS

Shahpur, Karnataka, India

www.cris.co.nf

فہرست

اظہار خیال

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے، جو بڑا مہربان، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ درود وسلام ہو اللہ کے آخری نبی ورسول جناب محمد ﷺ پر۔

خوشگوار زندگی گزارنا ہر انسان کا ایک خواب ہوتا ہے۔ وہ پُرسکون زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ یہ اُسی وقت ممکن ہے جب کہ انسان دین اسلام پر عمل کرے، کیونکہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو زندگی کے ہر گوشہ میں انسان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کے نازل کردہ دین میں جہاں اُخروی معاملات میں رُشد و ہدایت دی گئی ہے، وہاں اس میں دنیوی امور میں بھی انسانوں کی راہنمائی کی گئی ہے۔ اس دین کا مقصد جس طرح انسان کی اخروی کامیابی ہے۔ اسی طرح اس دین کا یہ بھی مقصد ہے کہ انسانیت اس دین سے وابستہ ہوکر دنیا میں بھی خوش بختی اور سعادت مندی کی زندگی بسر کرے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا کرتے: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔)
(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم الحدیث: 6389)

پیش نظر کتاب خالص قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں زندگی گزارنے کے سنہرے اسلامی اصولوں کو بیان کرتی ہے۔ احادیث کی تشریح میں روایتی انداز کے بجائے عملی اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے، تاکہ قارئین آسانی سے سمجھ سکے۔ الغرض ڈاکٹر نورالحسین صاحب کی کتاب، زندگی جینے کا فن، کا مطالعہ ہر فرد کے لئے ضروری ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے اور عمل کرنے سے ان شاء اللہ کوئی بھی قاری خوشگوار زندگی گزار سکے گا، باذن اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو قبول فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے اور اس کتاب کا نفع عام کرے اور مؤلف، ناشر اور جو کوئی اس کتاب کو پھیلائے ان کی مغفرت فرمائے۔

خادم الاسلام

ڈاکٹر محمد یٰسین شوراپوری

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

زندگی جینا ایک فن ہے۔ اس فن کو سیکھیں گے تو ایک اچھی زندگی جی سکیں گے ان شاء اللہ، ورنہ ہم خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی زندگی، بیکار یا تباہ کرلیں گے، معاذ اللہ۔

دنیا میں خوش رہنے کے لئے چار باتوں کی ضرورت ہوتی ہے: ضرورت بھر مال، اچھی صحت، اچھے اہل وعیال اور زندگی جینے کا فن۔ آپ کے پاس پہلی تین باتیں موجود ہوں، لیکن چوتھی بات یعنی زندگی جینے کا فن نہ ہو تو یقین مانئے آپ چین وسکون کی زندگی نہیں جی سکتے۔ بس اسی فن کو سکھانے کے لئے اسلام آیا ہے۔ اسلام ماخوذ ہے دو الفاظ سے: سَلْم جس کا معنیٰ ہے سلامتی اور سِلْم جس کا معنیٰ ہے سپردگی۔ اسلام کا لغوی معنیٰ یہ ہوا کہ جو شخص بھی اپنے نفس کو اللہ کے سپرد کرے گا وہ دنیا وآخرت میں سلامت رہے گا۔ اللہ فرماتا ہے:

یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۶﴾

جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو اس کی رضا کے پیچھے چلتے ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے اُن کو اندھیروں سے نکال کر اُجالے کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔" (المآئدۃ: 16)

اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا وآخرت میں سلامت رہیں، چین وسکون سے رہیں تو ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرکے اسلامی طرز زندگی اپنائیں۔ یہی ایک واحد طریقہ ہے چین وسکون والی زندگی پانے کا۔

اس کتاب میں چین وسکون بھری زندگی جینے کے لئے جس سوچ کی ضرورت ہوتی ہے اس کو سکھایا گیا ہے، کیوں کہ انسان زندگی میں جو بھی کرتا ہے وہ اس کی سوچ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ انسان کا عمل اس کے سوچ کی پیداوار ہوتا ہے، باذن اللہ۔ سوچ اچھی ہو تو عمل بھی اچھا ہوتا ہے؛ اس کے برعکس سوچ بری ہو تو عمل بھی برا ہوتا ہے، نیز عمل اچھا ہو تو نتائج بھی اچھے برآمد ہوتے ہیں، باذن اللہ۔ اگر عمل برا ہو تو نتائج بھی برے برآمد

ہوتے ہیں۔سوچ بیج ہے۔عمل اس سے پھوٹ کر نکلا ہوا درخت ہے اور نتائج پھل ہیں۔تو جو بیج بوؤ گے وہ پھل پاؤ گے، ان شاء اللہ۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ آم کی بیج بونے کے بعد نیم کا درخت نکل آئے یا نیم کی بیج بونے کے بعد آم کا درخت نکلے۔اس لئے اگر آپ اچھی دنیا اور اچھی آخرت چاہتے ہیں تو اچھی سوچ رکھیں۔

اللہ فرماتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝

یقیناً فلاح پا گیا (کامیاب ہوا) وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا (پاک کیا)۔(الشمّس:9)

تو ہم اپنے نفس کا تزکیہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اپنی سوچ بدل کر۔اگر آپ اپنے کسی برے عمل یا عادت کو بدلنا چاہتے ہیں تو اس عمل یا عادت کے پیچھے باذن اللہ کونسی بری سوچ کارفرما ہے اس کا پتہ لگائیے اور اس بری سوچ کو اچھی سوچ سے بدلئے۔عادت یا عمل اپنے آپ بدل جائے گا، ان شاء اللہ۔اللہ کسی کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کی سوچ کو درست کرتا ہے اور ذہن کی گانٹھوں کو کھول دیتا ہے اور اللہ جسے گمراہ چھوڑ دیتا ہے اس کے ذہن کے دروازے بند کر دیتا ہے اور سوچ میں ٹیڑھا پن آ جاتا ہے۔

کسی بھی بری سوچ کو اچھی سوچ سے بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ سے اچھی توفیق کی دعاء کریں، پھر آپ بار بار وقتاً فوقتاً اچھی سوچ کے ذریعہ اپنے آپ کو سمجھاتے رہیں۔اپنے آپ کو سمجھاتے وقت آپ جذباتی بنیں۔اس میں کچھ دن بھی لگ سکتے ہیں اور کچھ مہینے بھی لگ سکتے ہیں۔آپ کو ہمت نہیں ہارنی ہے۔بس ڈٹے رہنا ہے۔یہی خود کی اصلاح کا راز ہے۔

اس مختصر سی کتاب کو حقیر نہ جانیں اس کتاب پر عمل کرنے سے آپ کی پوری زندگی بدل جائے گی اور آپ کی زندگی میں ڈھیر سارا خیر آئے گا اور ڈھیر سارے مصائب و پریشانیوں سے آپ محفوظ ہوں گے، ان شاء اللہ۔ ہفتہ میں اس کتاب کا صرف ایک ہی عنوان کا مطالعہ کریں اور بار بار مطالعہ کریں۔اور اس پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ کریں۔یاد رکھیں، اس کتاب کے صرف مطالعہ سے آپ کی زندگی نہیں سنورے گی، بلکہ اس کتاب میں دی گئی تعلیمات پر عمل کرنے سے آپ کی زندگی چین و سکون سے گذریگی، ان شاء اللہ۔اس کتاب میں موجود اچھی سوچ کو اپنائیے اور اچھی زندگی بسر کریں۔

اس کتاب کو جناب اسد اللہ خاں صاحب نے چھپوایا، بفضل اللہ۔اللہ ان کی کمائی اور صحت میں

برکت عطاء فرمائے اور آخرت میں اس عمل کو ان کے لئے نیکیوں کا خزانہ بنائے، آمین۔

آخر میں اللہ سے دعاء ہے کہ اس کتاب کو امت کے لئے مفید بنائے اور مؤلف اور جو بھی اس کو شائع کرے یا پھیلائے ان کے لئے ذریعہ مغفرت ونجات بنائے، آمین۔

خادم الاسلام

ڈاکٹر نور الحسین قاضی حفظہ اللہ

CEO, CRIS, Shahpur

E-mail: dr.noorulhussaink@gmail.com

Website: www.cris.co.nf

جو حضرات من درجہ ذیل کتابوں میں سے کسی بھی کتاب کو چھپوا کر مفت تقسیم کر کے ثواب کمانا چاہتے ہیں، وہ ہم سے 9743314049 فون نمبر پر رابطہ کریں۔

1) آسان قائدہ (رومن کنڑا یا رومن انگلش میں): اس چھوٹی سی کتاب کے ذریعہ انگلش یا کنڑا جاننے والے صرف دس دنوں میں گھر بیٹھے قرآن پڑھنا سیکھ سکیں گے، ان شاء اللہ۔ اس کی ایک ہزار کاپیاں چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کا خرچ -/5500 روپے آئے گا، ان شاء اللہ۔

2) اسباق القرآن کورس (عربی-اردو): نماز میں بار بار پڑھی جانے والے 17 قرآنی سورتیں اور ان کا ترجمہ اور ان میں موجود سبق کی تعلیم ہے بچوں کے حفظ کے لئے۔ اس کی ایک ہزار کاپیاں چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کا خرچ -/7500 روپے آئے گا، ان شاء اللہ۔

3) حفظ حدیث کورس (عربی-اردو): صحیح بخاری کی 100 چھوٹی چھوٹی، مگر ضروری احادیث بچوں کے حفظ کے لئے۔ اس کی ایک ہزار کاپیاں چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کا خرچ -/7500 روپے آئے گا، ان شاء اللہ۔

4) صحیح فضائل اعمال (اردو): صحیح بخاری وصحیح مسلم سے ماخوذ 107 احادیث جن میں چھوٹے چھوٹے اعمال پر بڑی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس کی ایک ہزار کاپیاں چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کا خرچ -/7500 روپے آئے گا، ان شاء اللہ۔

پہلا سبق: مقصد حیات اور اس کے حصول کے لئے جدوجہد

زندگی کو جیسے دل میں آئے ویسے جینے یا زندگی جیسی سامنے آئے ویسے جینے سے زندگی بیکار و تباہ ہو جاتی ہے۔ کامیاب زندگی جینے کے لئے زندگی کا ایک مقصد ہو اور زندگی کو مقصد کے حصول کے لئے تیار کریں اور لگا دیں۔ ایک مسلم کا مقصد حیات رضائے الٰہی ہوتا ہے۔ وہ اسی کے لئے جیتا ہے اور اسی کے لئے مرتا ہے، وہ اسی کے لئے اپنی زندگی کو تیار کرتا ہے، اسی کے لئے عبادت کرتا ہے اور اسی کے لئے قربانیاں پیش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلۡ اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱۶۲﴾ (الانعام:162)

''کہو، میری صلوٰۃ، میری قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔''

یہ ایسا مقصد حیات ہے جس کا مقابلہ کوئی اور مقصد کر ہی نہیں سکتا، کیوں کہ دوسرے مقاصد کے فوائد صرف دنیا تک محدود ہوتے ہیں، لیکن اس مقصد حیات کا فائدہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ہوتا ہے، باذن اللہ۔ اور موت کے بعد اور زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ آپ کی سوچ یہ ہو:

''میں اللہ کی رضاء کے لئے جیوں گا/گی اور اللہ ہی کی رضاء کے لئے مروں گا/گی، ان شاء اللہ۔''

اس بات کو بار بار وقتاً فوقتاً اپنے آپ کو سمجھاتے رہیں۔ یہاں تک کہ یہ بات، سوچ بن کر، آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے اور آپ اس سوچ کے مطابق ہی زندگی گذارنے لگ جائیں۔ شروع شروع میں کوئی بھی اچھی سوچ ذہن میں بیٹھنا مشکل معلوم ہوتا ہے، لیکن آپ ڈٹ جائیں اور ڈٹے رہیں۔ پھر کچھ ہی دنوں میں آپ، ان شاء اللہ، دیکھیں گے کہ جو کام آپ کو مشکل لگ رہا تھا وہ آپ کو آسان لگنے لگا ہے، بفضل اللہ۔ جیسے ہی آپ کی یہ سوچ بن جائے اور آپ کا ارادہ پختہ ہو جائے، باذن اللہ، تو آپ اللہ سے گڑگڑا کر دعاء کریں کہ وہ آپ کو قبول کرے۔ پھر اپنی زندگی کے ایک ایک شعبہ پر نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ آپ کی زندگی میں اللہ کو ناراض کرنے والے کون کون سے عقائد و سوچ ہیں، کون کون سے اعمال اور طور طریقے ہیں۔ ان سب کی ایک فہرست بنائیں۔ پھر ان کو ایک ایک کر کے اپنے میں سے نکالنے کی تدبیریں بنائیں اور جدوجہد کریں۔

اگر آپ بے نمازی ہیں تو اس کی وجوہات پتہ کریں: عیاشی، کاہلی، وقت کی کمی یا مسجد کا دور ہونا۔ تنہائی میں بیٹھ کر غور وفکر کریں۔ اپنے آپ کو سمجھائیں کہ ان میں سے کوئی بہانہ اللہ کے پاس چلنے والا نہیں۔ اگر اللہ کو راضی کرنا ہے تو عیاشی اور کاہلی چھوڑنی پڑیگی، وقت کی کمی ہے تو وقت نکالنا پڑیگا، مسجد دور ہے تو جہاں جگہ ملے صلوٰۃ ادا کرلیں، اگر کچھ دوست مل جائیں تو اچھا ہے ورنہ اکیلے ہی۔ اسی طرح زکوٰۃ دینے کے لئے دل تنگ ہورہا ہے تو ایک ہاسپیٹل کو وزٹ دیں۔ دیکھیں وہاں لوگوں کا مال کیسے ضائع ہورہا ہے۔ اور اگر غور وفکر کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کتنے ہی لوگوں کا مال اللہ کیسے کیسے ضائع کررہا ہے، پھر ان لوگوں پر بھی غور کریں جو خوب محنت کرنا چاہتے ہیں، بلکہ کررہے ہیں، لیکن اللہ نے ان کی روزی کو اس قدر تنگ کر رکھا ہے کہ ان کی ضرورتیں بھی پوری نہیں ہو پا رہی ہیں۔ اپنے آپ کو سمجھائیں کہ آپ تو خوش نصیب ہیں کہ آپ کو اللہ نے اتنا مال عطاء کیا کہ آپ کی ضرورتیں نہ صرف پوری ہورہی ہیں، بلکہ بہت سارا مال بچا بھی ہے۔ جو اللہ آپ کو روزی دے رہا ہے اس اللہ کا صرف اتنا حکم ہے کہ سارے اخراجات کے بعد جو بچ جائے اس میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیں۔ بقیہ 39 حصے آپ ہی رکھ لیں۔ یاد رکھیں اللہ کے پاس چالاکی کریں گے تو جو اللہ آپ کو روزی دے رہا ہے وہ آپ کی روزی کے ذرائع بند کردینے پر بھی قادر ہے۔ ایک لاعلاج بیماری ساری دولت کو کھا جانے کے لئے کافی ہے۔ یاد رہے ایک مسلم کماتا ہی اس لئے ہے کہ وہ اپنی بنیادی ضرورتیں پوری ہوتے ہی اپنے مال اور وقت کو اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے میں صرف کرے۔ ایک مسلم کبھی اپنے ارمانوں اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نہیں کماتا۔ وہ بخوبی جانتا ہے، بحمد اللہ، کہ اس کے ارمان وخواہشات پوری کرنے کے لئے یہ دنیا نہیں ہے اور نہ کبھی یہاں ارمان وخواہشات پورے ہوتے ہیں، کیوں کہ ایک خواہش پوری نہیں ہوتی دوسری خواہش جنم لیتی ہے۔ اس لئے ارمان وخواہشات تو آخرت میں ہی پورے ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں ارمان وخواہشات پورے کرنے ہیں تو اللہ کو راضی کرنا پڑے گا۔

جب انسان کا ذہن یہ بن جاتا ہے، باذن اللہ، کہ اس نے اللہ کو راضی کرنا ہے، تو پھر اس کی سوچ اور اس کے کام میں تبدیلیاں آنا شروع ہوجاتی ہیں۔ اس کی پوری زندگی بدل جاتی ہے۔ اب سب کے لئے وہ خیر کا باعث بن جاتا ہے۔ یہ ایک سوچ پوری زندگی کو بدلنے کے لئے کافی ہے، باذن اللہ۔ جیسے ہی ایک بندہ یہ

سوچ بنالیتا ہے کہ اسے اللہ کو راضی کرنا ہے وہ اللہ کو راضی کرنے کے ذرائع تلاش کرتا ہے۔ وہ قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتا ہے، تاکہ وہ جانے کہ وہ اللہ کو کیسے راضی کرسکتا ہے۔ پھر وہ قرآن وحدیث پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ ماں باپ کی عزت وخدمت کرتا ہے، اپنے بیوی بچوں اور سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ اللہ کے حقوق پھر اللہ کے بندوں کے حقوق سب حتی الامکان ادا کرنے لگ جاتا ہے۔ کسی کو اپنی ذات سے نقصان نہیں پہنچاتا، بلکہ سب کو فائدہ ہی پہنچاتا ہے، باذن اللہ۔ اس طرح اس کی زندگی ایک خوشگوار اور پرسکون زندگی بن جاتی ہے۔

اس ایک سوچ سے انسان کی پوری شخصیت ہی بدل جاتی ہے، باذن اللہ۔ والدین خود بھی اور بچوں کو بھی، شوہر خود بھی اور بیوی کو بھی، انسان خود بھی اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی اس سوچ کو بنانے کی ترغیب دلائے، پھر دیکھیں کیسا انقلاب برپا ہوتا ہے۔ اس سوچ کے بن جانے کے بعد والدین کو بچوں سے، شوہر کو بیوی سے کوئی شکایت نہیں رہے گی، سب ایک دوسرے سے خوش رہیں گے، ان شاء اللہ، کیوں کہ اللہ کو خوش کرنے کے لئے سب ایک دوسرے کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں گے، ایک دوسرے کا حق ادا کریں گے، ضرورت پیش آئی تو اپنا حق بھی چھوڑ دیں گے، ایک دوسرے سے غلطی ہونے پر معافی سے کام لیں گے، ذرائع کی قلت، صحت کی خرابی، خواہشات کے پورا نہ ہونے پر صبر وتحمل سے کام لیں گے، قناعت اور شکر گذاری کو اپنی عادت بنالیں گے، ان شاء اللہ۔

دوسرا سبق: اللہ سے ڈرو

(1) عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سے ڈرو جہاں کہیں تم رہو اور برائی سرزد ہوجائے تو نیکی کرلو جو اس کو مٹادے اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔“

(سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ، حدیث نمبر: 1987۔ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ)

ہمیں اللہ ہر جگہ ہر حالت میں دیکھ رہا ہے۔ ہمارے سارے کام اللہ دیکھ رہا ہے، بلکہ ہمارے دل میں اٹھنے والے وسوسوں تک سے وہ واقف ہے۔ اور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہماری موت وحیات، صحت اور بیماری، خوشی اور غم، مالداری اور غربت، بلکہ ہماری دنیا اور آخرت کے تمام فیصلے ہیں۔ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک پل میں آباد کردے اور اس پر بھی کہ ایک پل میں برباد کردے۔ اس لئے ہمیں اللہ سے ڈرتے ہوئے اللہ کی رضاء کے موافق زندگی گذارنا چاہئے۔ غرض یہ کہ اللہ کے ایک ایک حکم اور نبی ﷺ کی ایک ایک سنت اپنانے کے لئے اپنے آپ کو سمجھاتے رہیں، لیکن ہاں سختی اختیار نہ کریں۔

جب بھی کبیرہ گناہ (جرم) کا ارادہ بنے جیسے شرک، سود، زنا، شراب خوری، چوری، حق تلفی، دھوکہ، ظلم وغیرہ جرائم میں ملوس ہونے کا ارادہ بنے تو یہ یاد کرلیں: ''اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور اللہ دنیا ہی میں ہمیں پکڑنے پر قادر ہے۔'' جیسے ہی یہ خیال ایک مسلم کے دل میں آتا ہے تو وہ جرم سے رک جاتا ہے۔ اور جو نہ رکے وہ بہت بڑی پکڑ میں آسکتا ہے، معاذ اللہ۔

صرف گناہ سے بچنا تقویٰ نہیں، مثلاً ایک شخص صرف اس ڈر سے شراب خوری سے بچتا ہے کہ سماج میں اس کی بہت عزت ہے اور وہ شراب خوری کرنے سے بے عزت ہوجائے گا، تو اس کو شریف تو کہیں گے، لیکن وہ متقی نہیں ہوگا۔ کفار میں بھی کئی لوگ شریف ہوتے ہیں وہ اپنی وقار اور عزت بچانے کے لئے ایسے گناہ سے دور رہتے ہیں جن سے ان کی عزت ووقار جاتی ہے، لیکن وہی شریف انسان ایسے گناہ سے نہیں بچتا جو اس کے معاشرہ میں رائج ہیں، مثلاً سود خوری، گھر میں ٹی وی رکھنا۔ اسی طرح یورپ اور امریکہ میں شراب چائے کی طرح پی جاتی ہے اور پکوانوں میں اس کو ایسینس کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں اگر کوئی اتنی شراب پیئے کہ اس کو نشہ نہ چڑھے تو وہ شریف ہی سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی شراب سے بچے تو اسے پچھڑی سوچ کا آدمی سمجھا جاتا ہے۔ وہاں عورت کا آدھا برہنہ گھومنا شرافت ہے، حجاب پہننا حماقت۔ وہاں سرے عام غیر محرم عورت کو چومنا، گلے لگنا شرافت کے خلاف نہیں۔ جب برائیوں کو شرافت کی علامات سمجھ لیا جاتا ہے تو تباہی یقینی ہے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں ان کے اکثر گھر طلاق کے ذریعہ ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں، وہاں کے زیادہ تر بچے والدین کے ہوتے ہوئے بھی یتیمی کی زندگی جیتے ہیں اور رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے بے راہ روی کی زندگی جیتے چلے

جاتے ہیں۔ زنا، شراب خوری، عصمت ریزی، سودخوری، وغیرہ جرائم اتنے عام ہیں کہ شاید ہی آپ کو کوئی ملے جوان سے بچا ہو۔ ان کی زندگیاں علم، مال اور صحت ہونے کے باوجود، بے چینی اور بے سکونی کے عالم میں گذرتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو خوش رہنے کے لئے کلبوں میں، پارٹیوں میں اور ڈیٹنگ پر جاتے ہیں، پھر لوٹتے ہیں تو وہی بے چینی کی زندگی۔ یہ لوگ خوشی وہاں تلاش کرتے ہیں، جہاں عارضی ہوتی ہے، پھر وہ عارضی خوشی بھی کئی بار مزید پریشانیوں کا باعث بن جاتی ہے۔ یہی حال ان کا بھی ہے جو ہماری قوم میں ان کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اس کے برعکس، ایک متقی شخص ہر کبیرہ گناہ سے اس لئے بچتا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے کہ کہیں اللہ اس سے ناراض نہ ہوجائے۔ یہی سوچ ہر مسلم کی ہونی چاہئے۔ اسی لئے ایک مسلم کسی بھی معاشرے میں ہو، کوئی اسے شریف سمجھے یا احمق وہ کبیرہ گناہ سے بچتا ہے، باذن اللہ۔ اس طرح وہ ان سارے مصائب و پریشانیوں سے بھی باذن اللہ بچتا ہے جو ان جرائم کے ارتکاب کے نتیجہ میں آنے والے ہوتے ہیں۔ جب کبھی غلطی سے صغیرہ گناہ ہوجائے تو نیکی کر لیتا ہے کہ نیکی گناہ کو مٹاتی ہے۔ یہی ایک مسلم کی جینے کی ادا ہوتی ہے۔ اللہ کا ڈر زندگی تباہ کرنے والی غلطیوں سے بچاتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو اور اپنے گھر اور معاشرہ کو اللہ سے ڈرنا سکھائیں۔

تیسرا سبق: خیرخواہ بنو

(2) عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دین (سراپا) خیرخواہی ہے۔“ ہم نے کہا: ”کس کی؟“ فرمایا: ”اللہ کی اور اس کے کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مسلمین کے امیروں کی اور عام مسلمین کی۔“ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، حدیث نمبر: 95)

یہ حدیث دین کی اصل ہے۔ جس شخص، گھر یا معاشرہ میں خیرخواہی ہو، اس میں آپ خیر ہی خیر پائیں گے اور کوئی شر نہ پائیں گے، ان شاء اللہ۔ ایسے شخص، گھر یا معاشرہ کا وجود سب کے لئے اللہ کی جانب

سے ایک نعمت عظمیٰ ہوتی ہے۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ کی توفیق سے خود خیر خواہ ہیں اور جن کو اللہ کے فضل سے گھر اور معاشرہ بھی خیر خواہانہ ملا۔ خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کے متعلق اچھا سوچیں، حسن ظن رکھیں، دوسروں کی بھلائی سوچیں، دوسروں کے حقوق جو ہم پر ہیں وہ باحسن وخوبی ادا کریں۔

اللہ کی خیر خواہی: یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائیں، اس کی ذات، اس کے صفات، اور اس کے حقوق میں کسی کو شریک نہ کریں۔ اللہ ہی پر توکل رکھیں، اللہ سے حسن ظن اور اچھی امید رکھیں ۔ اللہ سے مایوس یا بدظن نہ ہوں۔ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت و اطاعت کریں۔ اللہ سے سب سے زیادہ محبت کریں۔ اللہ ہی سے ڈریں۔ اللہ ہی کی طرف لوگوں کو بلائیں۔ اللہ کے تعلق سے جو بھی غلط فہمی لوگوں میں ہے اس کو دور کریں۔ اللہ ہی کے لئے دوستی کریں اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کریں اور اللہ کی راہ میں جان و مال بھی قربان کرنا پڑے تو کریں۔

اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی: یہ ہے کہ قرآن پر ایمان لائیں، اس کی تلاوت کریں، اس کی آیات میں غور و فکر کریں، ان کے معانی و مطالب کو قرآن سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (صحیح حدیث) سے جانیں اور سمجھیں۔ پھر جہاں تک ہو سکے ان پر عمل کریں۔ پھر لوگوں تک قرآن کو اور اس کے پیغام کو پہنچائیں۔قرآن کے تعلق سے جو بھی غلط فہمی لوگوں میں ہے اس کو دور کریں۔

اللہ کے رسول کے ساتھ خیر خواہی: یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ کے بعد سب سے زیادہ محبت کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے لئے نمونہ بنائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کے مقابلہ میں کسی شخص کی بھی بات نہ مانی جائے بھلے ہی وہ شخص کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے جو بھی غلط فہمی لوگوں میں ہے اس کو دور کریں۔

مسلمین کے امیر کی خیر خواہی: یہ ہے کہ اس کی امارت کو تسلیم کیا جائے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔ معروف میں اس کی اطاعت کی جائے۔ اس کے صغیرہ گناہوں کو نظر انداز کیا جائے۔ امیر سے مضبوط دلائل کی بنا پر مناسب انداز میں اختلاف جائز ہے، لیکن اس سے بدتمیزی اور علیٰحدگی حرام ہے۔

عام مسلمین کی خیر خواہی: یہ سوچیں کہ میں ہر مسلم کا بھلا چاہوں گا، کبھی کسی مسلم کا برا نہ چاہوں گا، ان شاء اللہ،

بھلے ہی وہ میرے ساتھ کیسا ہی برا برتاؤ کرے۔ میں ہر مسلم کے ساتھ حسن ظن رکھوں گا، اس کی مصیبت کے وقت جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کروں گا، اس کے حقوق ادا کروں گا۔ جب ہم یہ کریں گے اور یہ سب ہم اللہ کی رضا کے لئے کریں گے تو ان شاء اللہ، ہم میں سے اکثر اخلاقی برائیاں دور ہو جائیں گی اور ہم میں اکثر اخلاقی خوبیاں آجائیں گی۔ وہ ایسے کہ جب ہم کسی کا بھلا چاہتے ہیں تو ہم اس کی غیبت اور چغلی نہیں کرتے، اس سے حسد نہیں رکھتے، اس کو دھوکا نہیں دیتے، اس کو گالی نہیں دیتے، اس کو نقصان نہیں پہنچاتے، اس پر غصہ نہیں کرتے، اس کی توہین نہیں کرتے، اس سے نہیں جھگڑتے، اس کی عزت و آبرو کے ساتھ نہیں کھیلتے، اس کے جذبات کے ساتھ نہیں کھیلتے، اس کی امانت میں خیانت نہیں کرتے، اس کا حق نہیں مارتے، اس پر الزام نہیں لگاتے، اس پر لعنت نہیں بھیجتے، اس پر جادو نہیں کرتے، اس پر ظلم نہیں کرتے۔

جب ہم ان ساری برائیوں سے بفضل اللہ بچتے ہیں تو ان برائیوں پر جو وعیدیں قرآن و حدیث میں آئی ہیں ان سے بفضل اللہ بچ جاتے ہیں اور ان برائیوں کے نتیجے میں جو دنیا میں ڈھیر ساری مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں ان سے بھی، بفضل اللہ، بچ جاتے ہیں اور ڈھیر سارے خیر حاصل ہو جاتے ہیں۔

3) عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی مومن ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔'' (متفق علیہ، کتاب الایمان، سنن ترمذی، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، حدیث نمبر: 2515، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ)

یہ حدیث خیر خواہی کے مفہوم کو صرف ایک ہی جملہ میں سمجھا دیتی ہے۔ جس طرح تم اپنے لئے عزت، مال، صحت، مقام و مرتبہ، بھلائی، وغیرہ نعمتیں چاہتے ہو اسی طرح سب مسلمین کے لئے چاہو۔ یہی خیر خواہی ہے۔ اور جب یہ خیر خواہی ایک انسان میں آتی ہے تو وہ ایسی ساری بری سوچوں سے دور رہتا ہے جو اس کے دماغ کو چین سے رہنے نہیں دیتیں اور جو اس کو برے اعمال پر ابھارتی ہیں اور جو اس کے لئے مصیبت و پریشانیوں کا سبب بن سکتی ہیں۔ اس طرح اس کو پرسکون زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہماری بدخواہی کرے تب بھی ہم اس کے ساتھ خیر خواہی ہی کریں، کیوں کہ بدخواہ کو اس کی بری سوچ ہی سزا دیتی ہے۔

چوتھا سبق: آسانی فراہم کرو، تنگی میں نہ ڈالو

4) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آسانی فراہم کرو، تنگی میں نہ ڈالو۔'' (صحیح بخاری، کتاب العلم، حدیث:69)

ساس بہو پر، شوہر بیوی پر، بیوی شوہر پر، والدین بچوں پر، مالک نوکر پر اور انسان خود اپنے آپ پر اور دوسروں پر آسانی کرے، تنگی نہ کرے۔ یہ غلط سوچ اپنے دماغ سے نکال دیں کہ آسانی دیں گے تو کاہل ہو جائیں گے اور آسانی کا ناجائز فائدہ اٹھائیں گے۔

دوسروں کو تنگ کرنے والے کبھی سکون کی زندگی نہیں جیتے۔ ان کا دماغ ہمیشہ اسی کوشش میں رہتا ہے کہ فلاں فلاں کو کیسے تنگ کریں اور اس کوشش میں ذہن سکون سے نہیں رہتا۔ ہم کسی کاہل کو تنگ کر کے کبھی محرک نہیں بنا سکتے۔

اپنے آپ پر اور دوسروں پر آسانی کر کے دیکھیں، زندگی کتنی آسان ہوتی ہے، بفضل اللہ۔ کئی لوگوں کی کمائی اچھی خاصی ہوتی ہے، بفضل اللہ۔ اس کمائی کے ذریعہ ایک آسان زندگی جینے کے بجائے بڑی بڑی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے قرضہ کر لیتے ہیں اور عمر کا بڑا حصہ اس قرضے کی ادائیگی میں تنگی اور پریشانی کی زندگی گذارتے ہیں۔ چند لوگ کنجوسی کر کے اپنے آپ کی اور اپنے اہل وعیال کی زندگیاں تنگ کر لیتے ہیں۔ یقیناً فضول خرچی نہیں ہونی چاہئے، لیکن کنجوسی بھی نہیں ہونی چاہئے۔ میں نے دیکھا ہے لوگ کنجوسی کر کر کے پیسا بچاتے ہیں، پھر اس کو دوگنا کرنے کی چکر میں سارا پیسا ڈبو دیتے ہیں۔

پانچواں سبق: بدگمانی سے بچو

5) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچو، بلاشبہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔'' (سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، بَابُ مَا جَاءَ فِي ظَنِّ السُّوءِ، حدیث نمبر: 1988، حَسَنٌ صَحِيحٌ)

بدگمانی اپنے ساتھ کئی برائیاں لے آتی ہے۔دل کا سکون اس سے چلا جاتا ہے، زندگی بے قراری و بے اطمینانی میں گذرتی ہے۔ بدگمانی سے رشتے خراب ہوجاتے ہیں۔ جولوگ اللہ کے ساتھ بدگمانی کرتے ہیں ان کا اللہ کے ساتھ تعلق خراب ہوجاتا ہے۔اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھیں بھلے ہی حالات خراب ہوں۔

مالک اور نوکر میں اور میاں اور بیوی میں اور پڑوسی آپس میں، ساس بہو میں بہت بدگمانی رہتی ہے۔ گھر میں کچھ غائب ہوگیا نوکر یا نوکرانی پر بدگمانی کرتے ہیں اور اس پر چوری کا الزام لگایا جاتا ہے جبکہ اسے چوری کرتے ہوئے گھر کا کوئی فرد بھی نہیں دیکھا ہوتا ہے۔عورت گھر سے باہر جانے لگے تو اس پر شک کیا جاتا ہے، جبکہ اسے بے حیائی کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا ہوتا ہے۔ یہ بہتان تراشی کبیرہ گناہ ہے۔مؤمن کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ جب شیطان دل میں بدگمانی ڈالتا ہے تو اللہ کی پناہ پکڑتا ہے۔ پھر وہ مثبت سوچ کے ذریعہ اس کا دفاع کرتا ہے۔کئی لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ سامنے والے کی بات کا اعتبار نہیں کرتے، بلکہ ہر مسئلہ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں جو صرف حسرت وندامت ہی کی وجہ بنتی ہے۔ہمیں اپنوں کی باتوں پر اعتبار کر لینا چاہئے اگر چہ کہ ہمیں شک ہو کہ وہ ہمیں دھوکا دے رہے ہیں۔ہمیں باطنی حقیقت کو جاننے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔اللہ کو منظور ہو تو وہ حقیقت کو سامنے لاکر ہی رہتا ہے۔یہی ہمیں ہمارے پیارے نبی ﷺ کا اسوہ سکھاتا ہے۔ نبی ﷺ کو کئی لوگوں کے متعلق معلوم رہتا تھا کہ وہ منافقین ہیں، پھر بھی ان سے درگذر کرتے۔ جب منافقین آکر نبی ﷺ سے جھوٹ بولتے ،تو نبی ﷺ ،بفضل اللہ، پہچان لینے کے باوجود ان سے درگذر کرتے۔لوگوں کو ان کے باطن کا پتہ لگانے کے لئے پیچھے نہیں چھوڑتے۔

یاد رکھیں، بدگمانی سے بچے بغیر ذہنی سکون حاصل نہیں ہوتا۔کئی بار ہمیں چشم پوشی سے کام لینا پڑتا ہے۔معلوم ہونے کے باوجود نظرانداز کرنا پڑتا ہے۔

بدگمانی سے بچنے کا طریقہ:

1) سب سے پہلے اللہ سے دعاء کریں کہ اللہ آپ کو بدگمانی سے بچائے، کیوں کہ ہم سب کے دل و دماغ اللہ کے قبضہء قدرت میں ہیں۔

2) جس کے متعلق بدگمانی آئے اس کے تعلق سے خیرخواہانہ خیالات اپنے دل و دماغ میں لائیں باذن اللہ۔

اس کی خطاؤں سے درگذر کریں اس امید سے کہ اللہ ہماری خطاؤں سے درگزر کرے گا۔ پھر سوچیں: ٹھیک ہے اگر وہ میرے پیچھے کوئی برائی کر رہا ہے یا کیا ہے تو کرے میں تو اس کی بھلائی ہی چاہوں گا اس امید سے کہ اللہ مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھ کر میرا بھلا ہی کریگا، ان شاء اللہ۔

3) اپنے آپ کو سمجھا لیں کہ جب تک کوئی حقیقت میرے سامنے نہ آئے گی تب تک میں اس معاملہ میں کچھ نہیں سوچوں گا، ان شاء اللہ۔

بری سوچ اور برے خیالات زہر کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف دماغ میں زہر گھولتے ہیں، بلکہ جوان کو اپنے دل ودماغ میں جگہ دیتے ہیں اور اپنے زندگی میں پناہ دیتے ہیں وہ ان کے زندگیوں میں بھی زہر گھول دیتے ہیں اور ایسا شخص کیسے چین وسکون سے زندگی گذار سکتا ہے۔ کتنی بڑی قیمت چکانی پڑتی ہے بری سوچ اور برے خیالات کو اپنے دل ودماغ میں جگہ دینے کی۔

چھٹا سبق: جو خیر آپ کر سکتے ہیں ضرور کریں

6) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی مسلم سے دنیا کے مصائب میں سے ایک مصیبت دور کرے گا تو اللہ اس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور کریگا۔ اور جو کسی تنگدست پر دنیا میں آسانی کریگا تو اللہ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کریگا۔ اور جو دنیا میں کسی مسلم کی پردہ پوشی کریگا (عیب چھپائے گا) تو اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کریگا۔ اللہ بندہ کی مدد میں اس وقت تک لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (کسی مسلم) بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔“ (سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ، حدیث نمبر: 1930)

اللہ کوصرف بڑی بڑی نیکیاں ہی پسند نہیں آتی ، بلکہ اللہ چھوٹی چھوٹی بھلائیوں سے بھی خوب محبت کرتا ہے۔ کئی بار تو چھوٹی چھوٹی بھلائیاں بڑی بڑی نیکیوں پر سبقت لے جاتی ہیں اور اللہ اس کے بدلے میں کبیرہ گناہوں کومٹا دیتا ہے۔ اس پر کئی احادیث گواہ ہیں مثلاً بخاری کی وہ حدیثیں جس میں ہے کہ پیاسے کتے کو پانی پلا دینے سے اللہ نے ایک شخص کو معاف کر دیا، نیز قرضداروں کو مہلت دینے پر ایک شخص سے اللہ نے درگذر کیا وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اللہ کی توفیق سے ہم جو بھلائی بھی کر سکتے ہیں ضرور کریں، کسی نیکی کو حقیر نہ جانیں۔ ہماری یہ سوچ ہو کہ ہم جو بھلائی بھی باذن اللہ کر سکتے ہیں ضرور کریں۔ دوسروں پر حسد ہمیں بھلائی کرنے سے نہ روکے۔ کیا یہ اچھی بات نہیں کہ ہم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ ایک انسان کی اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہوگی کہ اس سے لوگوں کوصرف خیر ہی خیر پہنچ رہا ہے اور کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری دنیا وآخرت میں مدد کرتا رہے تو ہم مسلمین کی مدد کریں: کسی مسلم کی مصیبت میں کام آنا، کسی تنگ دست پر آسانی کر دینا، کسی مسلم کا عیب چھپانا یہ سب ایسی نیکیاں ہیں جن سے دل و دماغ کو ایسا سکون نصیب ہوتا ہے جو بہت دولت لٹانے کے بعد بھی نصیب نہیں ہوتا۔ یہ دنیا میں اللہ کا انعام ہوتا ہے اور آخرت کا انعام تو اور بھی بڑا ہے۔ یاد رکھئے ہمارے سارے معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور اللہ ہمارے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہے جیسا ہم اس کے بندوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ کے بندوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے لئے اپنے آپ کو مائل کرتے رہیں اور اُکساتے رہیں۔ اور یہ یادرکھیں کہ بھلائی کا بدلا بھلا ہی ملتا ہے، ان شاءاللہ۔

فن جذبات (the Art of Emotions)

انسان کے اندر موجود جذبات انسان کی زندگی میں باذن اللہ بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مفید جذبات جیسے صبر، شکر، حیاء، اطمینان، نرمی، تواضع، وغیرہ انسان کوخوش رکھتے ہیں، باذن اللہ۔ اس کے برعکس مضر جذبات (evil emotions) جیسے تکبر، حسد، ریاء، بے حیائی، غصہ، سختی، ناشکری، وغیرہ انسان کو کبھی خوش رہنے نہیں

دیتے۔انسان کے پاس خوش رہنے کے سارے اسباب ہوں، لیکن اس میں مضر جذبات ہوں تو وہ خوش نہیں رہ سکتا۔دیکھا گیا ہے جولوگ مضر جذبات کو اپنے نفس میں فروغ دیتے ہیں اوران کی پرورش کرتے ہیں وہ نفسیاتی بیماریوں سے دوچار ہوتے ہیں، خوب سارے خیر سے محروم ہوتے ہیں اور خوب سارے مصائب سے دوچار ہوتے ہیں۔اس لئے جولوگ بھی خوش رہنا چاہتے ہیں اورایک پرسکون زندگی گذارنا چاہتے ہیں، انہیں چاہئے کہ وہ اپنے اندر سے مضر سوچ اور مضر جذبات کو نکالیں، اوراچھی سوچ اوراچھے جذبات کوفروغ دیں۔ہم یہاں کچھ بنیادی جذبات کا مطالعہ کرتے ہیں:

1۔ صبراورشکرکرو

7) عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، حدیث نمبر :64)

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’مومن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے۔ بے شک اس کا ہر معاملہ خیر ہی خیر ہوتا ہے۔اورایسا مومن کے سوا کسی اور کے لئے نہیں ہے۔(یہ اس طرح کہ) اگر اسے آسانی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔اور اگر اسے نقصان (تکلیف، دکھ، درد، صدمہ وغیرہ) پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بھلائی ہے۔‘‘

جس انسان میں صبر وشکر دو صفات آجائیں وہ ڈھیر سارے خیر حاصل کرلیتا ہے اور ڈھیر سارے مصائب سے بچ جاتا ہے، بفضل اللہ۔ وہ انسان زندگی کی ہر حالت سے نمٹنے کے قابل ہوتا ہے، باذن اللہ۔انسان کی زندگی میں کئی بار معاذ اللہ ایسے حالات آجاتے ہیں جب صبر ہی واحد حل ہوتا ہے۔بے صبری دکھائیں گے تو معاملات اور بگڑ سکتے ہیں۔کسی خواہش کا ٹوٹ جانا، محبوب شخص کی موت یا ایسی بیماری یا حالت میں آجانا جس کا کوئی علاج یا حل نہیں، بہت تکلیف دہ ہوتا ہے، لیکن صبر کے سوا کر بھی کیا سکتے ہیں۔کچھ غم وقتیہ ہوتے ہیں اور کچھ دیرینہ ان سب حالات میں صبر ہی میں بھلائی ہے۔یہ حالات تقدیر کو کوسنے سے یا کسی کو برا

بھلا کہنے سے یا ڈپریشن میں چلے جانے سے یا نشیلی چیزوں کے استعمال سے حل نہیں ہوتے، بلکہ ایسا کرنے سے اللہ کی ناراضگی حاصل ہوگی، پھر حالات اور بگڑ جاتے ہیں۔ ان حالات میں دعاء اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ اللہ فرماتا ہے: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، صبر اور نماز سے مدد لو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (البقرة:153)

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (البقرة:155 تا157)

''اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اُنہیں خوشخبری دے دو جو اِن حالات میں صبر کرتے ہیں، اوران پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے، تو کہتے ہیں: 'ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔' اُن پر ان کے ربّ کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اُس کی رحمت اُن پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ ہدایت پر ہیں۔''

یاد رہے مصیبت آ پڑھنے پر انسان کو صبر سے کام لیتے ہوئے اس کے صحیح حل کے لئے کوشش کرنی چاہیے اور کثرت سے استغفار کرنا چاہیے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھتے رہنا چاہیے۔

مشکل حالات سے نمٹنے کا فن

انسان زندگی میں کبھی نہ کبھی مشکل حالات سے دوچار ہوجاتا ہے۔ کسی کو معاش کی فکر، کسی کو قرضہ چکانے کی فکر، کسی کو اپنی لڑکی کے نکاح کی فکر، کسی کو اپنوں کی بدسلوکی کی فکر اور کسی کو صحت کی فکر ستاتی ہے۔

مشکل حالات میں فکر کرتے بیٹھ جانا کسی مسئلہ کا حل نہیں۔ میرے ساتھ کیسا ہوگیا؟ میرے ہی ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کی فکر نہ کریں، بلکہ جو ہونا تھا ہوگیا۔ اب یہ سوچیں کہ اس سے کیسے باہر نکلیں۔ اور اکیلے نہ سوچیں، کیوں کہ بہت سے مسائل کا حل آپ کے اختیار میں نہیں دیا گیا، بلکہ اللہ سے بات کریں اور اللہ ہی کوئی راہ سجھا دیگا، ان شاء اللہ۔ صبر سے کام لیں۔ مشکل حالات دیکھ کر بھڑک نہ جائیں، کیوں کہ بھڑکنے سے حالات اور بگڑ جاتے ہیں۔ اللہ کے سپرد اپنے مسائل پیش کرنے کے بعد اللہ سے حسن ظن رکھیں۔

اللہ ہمارے انداز سے نہیں، اپنے انداز سے مسائل کا حل کرتا ہے۔اس لئے صبر کریں۔اگر اللہ سے مدد چاہنے کے بعد بھی آپ کا مسئلہ حل نہ ہو تو یہ خیال کریں کہ اللہ نے آپ کے لئے کچھ سوچ رکھا ہے۔دیکھا گیا ہے کئی بار مشکل حالات کے بعد ایسی بھلائی مل جاتی ہے جو ان مشکل حالات کی ساری پریشانیوں کو بھلا دیتی ہیں۔اگر ایسی کوئی بھلائی دنیا میں نہ بھی ملے تو آخرت میں اس کی امید اللہ سے کریں۔کئی بار آزمائش کا دور بڑا لمبا ہوتا ہے، کوئی حل نظر نہیں آتا ایسے وقت بھی صبر سے اللہ سے حل طلب کرتے ہوئے رہنمائی کا سوال کرتے ہوئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔یاد رکھیں مشکل حالات میں صبر اور دعا کے ذریعہ ہی ہم باذن اللہ، صحیح نہج پر گامزن رہ سکتے ہیں۔کئی بار شیطان ہمارے دل میں مسئلہ کے ناجائز حل پیش کرتا ہے جن کو اپنا کر اور پریشانیوں کو مول لیا جاتا ہے۔اس لئے جب کوئی حل دماغ میں آئے اس کی شرعی حیثیت ضرور معلوم کرلیں۔اور حرام حل سے بچیں اسی میں بھلائی ہے۔

صبر پیدا کرنے کا طریقہ:

صبر کہتے ہیں ناسازگار حالات اور ناخوشگوار باتوں کو خاموشی سے برداشت کرنے کو۔ اگر کبھی نہ سازگار حالات اور ناخوشگوار باتیں پیش آئیں، معاذ اللہ، تو سب سے پہلے نرمی اختیار کریں، زبان سے کچھ نہ نکالیں سوائے اللہ سے دعاء کرنے کہ وہ آپ کو صبر و تحمل عطاء فرمائے اور اس ناسازگار حالات اور ناخوشگوار باتوں سے باہر نکالے۔ اپنے دل میں ناشکری اور منفی جذبات کو جگہ نہ دیں، بلکہ مثبت جذبات و خیالات کے ذریعہ ہی اپنے دل کو سمجھاتے رہیں۔اس حالت میں یہ ضرور یاد رکھیں کہ کسی کو گالی دینے، کوسنے، غصہ کرنے اور ناشکری کرنے سے اس مسئلہ کا حل ہونے والا نہیں، بلکہ ایسا کرنے سے اللہ کی ناراضگی ہاتھ لگے گی اور اللہ کا ساتھ چھوٹ جائے گا، حالانکہ مشکل حالات میں اللہ کے ساتھ کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔کئی مصائب کا تو کوئی حل نہیں ہوتا۔ایسے حالات میں ہمارے پاس صبر کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں ہوتا۔

جذبہء شکر

مومن جہاں مصائب میں صبر سے کام لیکر اللہ کو راضی کرتا ہے وہیں حالتِ خیر میں اللہ کا شکر گذار

بندہ بنکر زندگی گذارتا ہے۔تھوڑی سی بھی خیر ملے تو الحمدللہ کہتا ہے۔اگر چہ کہ ہم اللہ کی نعمتوں کا شمار تک نہیں کر سکتے ،ان کے لئے اللہ کا شکرادا کرنا تو دور کی بات ہے،لیکن جب کبھی اللہ کی جو بھی نعمت ہمیں یاد آجائے یعنی جسم کا کوئی عضو،صحت ،اچھے دوست یا رشتہ دار، مال، اچھی حالت وغیرہ، الحمدللہ کہکر اللہ کا شکرادا کرنا چاہئے۔ اللہ کا شکرادا کرنا توحید کے شرائط میں سے ہے۔اللہ فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی عبادت کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں، انہیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔“(البقرۃ:172)

اللہ کا شکر کرنے سے دنیا میں بھی ڈھیر سارے فوائد حاصل ہوتے ہیں، بفضل اللہ۔اللہ کا شکر کرنے سے قناعت، غنٰی ،نرمی کی صفتیں پیدا ہوتی ہیں، باذن اللہ۔ یہ صفات دنیا وآخرت میں کئی طرح کے خیر کا ذریعہ بنتی ہیں اور ہم حرص، قرض ، بیقراری، حرام کی کمائی اور کئی حرام کاموں سے بچ جاتے ہیں، پھر ان سے ہونے والی پریشانیوں سے بھی بچ جاتے ہیں، ان شاءاللہ۔

شکر گذاری اپنانے کا نبوی طریقہ:

8) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُنْظُرُوا إِلَى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”جو تم سے نیچے ہے اس کی طرف دیکھو اور جو تم سے اوپر ہے اس کی طرف نہ دیکھو۔ایسا کرو گے تو تم اللہ کی نعمتوں کو (جو تم پر ہیں) حقیر نہ سمجھو گے۔“(صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، حدیث نمبر :7430)

صحت و مالداری، مرتبہ وعزت کے لحاظ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو مثبت نظریہ سے بار بار دیکھتے رہنے سے شکر گذاری وقناعت جیسے اچھے جذبات جنم لیتے ہیں، باذن اللہ۔ اپنے سے اوپر والوں کو دیکھنے سے حسد، احساس کمتری، ناشکری، سوچ میں بگاڑ پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔جب کبھی اپنے سے اوپر والوں سے آمنا سامنا ہو جائے، تو ان کی مالداری، مرتبہ وعزت کو دیکھ کر احساس کمتری یا حسد میں نہ

پڑیں، بلکہ ایک عام آدمی سے جس اچھے انداز سے ملتے ہیں اسی طرح ملیں۔ ان کی مالداری، مرتبہ وعزت کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں۔

9) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللهَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکرادا نہیں کرتا۔'' (سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، حدیث نمبر: 1954، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ)

کئی لوگ بہت سی خیر سے صرف اس لئے محروم رہ جاتے ہیں کہ وہ کسی کا احسان لینا نہیں چاہتے یا دوسروں کے احسانات کو تسلیم نہیں کرتا، حالانکہ ایک انسان دوسروں کے احسان لیے بغیر زندگی گذار ہی نہیں سکتا۔ کسان کھیتی کرنا چھوڑ دیں، صنعت کار اشیاء دریافت کرنا اور تیار کرنا چھوڑ دیں، دکاندار اشیاء فروخت کرنا چھوڑ دیں تو انسان اپنا مال لیکر کیا کریگا؟ انسان کی زندگی بچپن سے موت تک دوسروں کے احسانات کے تلے ہی گذرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ ایک شخص اپنے والدین، شریک حیات، بھائیوں، بچوں کے احسانات کو یہ کہہکر ممنون ہونے سے انکار کردیتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ تو ان کا فرض تھا۔ کونسا پہاڑ سر پر ٹوٹ پڑیگا یا کیا چلا جائے گا اگر ہم دوسروں کے احسانات کو تسلیم کریں اور دو میٹھے بول بول کر ان کا شکرادا کریں۔ کسی کے احسان کو قبول کرنے میں کوئی برائی نہیں، کیوں کہ اللہ نے انسان کی زندگی کو ایک دوسرے کے احسانات پر کھڑا کیا ہے۔ احمق تو وہ شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں کے احسانات کو نہیں لیتا اور قابل مزمت وہ شخص ہے جو دوسروں کے احسانات تو خوب لے، لیکن ان کا شکرادا نہ کرے، بلکہ ان کے ساتھ بدسلوکی کرے۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو بہت چالاک سمجھتے ہیں، لیکن اللہ انہیں کتنی ہی خیر سے محروم کردیتا ہے انہیں اس کا شعور بھی نہیں رہتا، کیوں کہ سارے معاملات اللہ ہی کے اختیار میں ہوتے ہیں۔

2۔ نرمی اپناؤ

10) عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ

جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ بھلائی سے محروم کیا گیا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ فَضْلِ الرِّفْقِ، حدیث نمبر: 74)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کو نرمی میں سے کچھ حصہ دیا گیا اس کو خیر میں سے ایک حصہ دیا گیا اور جس کو نرمی میں سے ایک حصہ سے محروم کر دیا گیا اس کو خیر میں سے ایک حصہ سے محروم کردیا گیا۔'' (سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّفْقِ، حدیث نمبر: 2013)

11) عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ

نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بے شک اللہ نرم ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور نرمی کرنے پر وہ عطاء کرتا ہے جو سختی کرنے پر عطاء نہیں کرتا اور نہ ہی کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ فَضْلِ الرِّفْقِ، حدیث نمبر: 77)

12) عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ

نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک کسی چیز میں نرمی ہوتی ہے تو وہ اس کو سنوار دیتی ہے۔ اور کسی چیز سے نرمی نکال لی جاتی ہے تو وہ اس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ فَضْلِ الرِّفْقِ، حدیث نمبر: 78)

ایک نرم مزاج شخص کئی طرح کے خیر سے مالا مال رہتا ہے اور کئی طرح کے شر سے محفوظ رہتا ہے، باذن اللہ۔ ایک نرم مزاج شخص سب کے دلوں میں گھر بنا لیتا ہے اور سب اس سے محبت کرتے ہیں، باذن اللہ۔ اس کے برعکس، ایک سخت مزاج شخص کئی طرح کے خیر سے محروم رہتا ہے اور کئی مصائب میں پھنسا رہتا ہے۔ ایک سخت مزاج شخص سے تو اس کے اپنے بھی محبت نہیں کرتے، بلکہ سب نفرت ہی کرتے ہیں۔ گھر میں سکون چاہیے تو نرمی کو اپنائیں اور نرمی ہی سکھائیں۔

نرمی انسان کو اور اس کی زندگی کو سنوار دیتی ہے اور اس کو دلکش بنا دیتی ہے، باذن اللہ۔ ظاہری خوبصورتی سے تو لوگ آپ کے قریب آتے ہیں، لیکن اگر آپ میں نرمی نہ ہو، سختی ہو تو بہت جلد لوگ آپ سے

دور ہو جاتے ہیں، بھلے ہی آپ کتنی بڑی شخصیت ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی بات اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں فرماتا ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے ہو، ورنہ اگر کہیں تم تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد وپیش سے چھٹ جاتے۔(ال عمران: 159)

نرمی اپنانے کا نفسیاتی طریقہ: اپنے میں نرمی لانی ہے تو اللہ سے دعاء کریں، کیوں کہ یہ اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ پھر یہ پختہ ارادہ کریں کہ آج سے میں ان شاء اللہ ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آؤں گا، کسی کے ساتھ سختی سے پیش نہیں آؤں گا۔ اس بات کی تلقین اپنے آپ کو بار بار وقتاً فوقتاً کرتے رہیں، یہاں تک کہ آپ میں، بفضل اللہ، نرم مزاجی آجائے۔ بالخصوص والدین کے ساتھ، بیوی بچوں کے ساتھ، بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ اور دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ضرور ہی نرمی سے پیش آئیں۔ نرمی اپنا کر دیکھیں۔ چند ہی دنوں میں آپ کی زندگی کیسے خیر سے بھر جاتی ہے، ان شاء اللہ۔

3۔ تواضع اپناؤ

13) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی، اللہ کے لئے، تواضع (عاجزی) اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کو بلند کر دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ، حدیث نمبر: 6592)

تواضع کہتے ہیں ٹوٹ جانے کو، ضد چھوڑنے کو۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوٹ جانا کمزوروں کی نشانی ہے، لیکن یہ غلط فہمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ضد چھوڑنے اور ٹوٹ جانے کے لئے بڑی ہمت اور قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کئی بار شرمندگی کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے، لیکن کوئی شخص اللہ کے لئے ٹوٹ جائے اور شرمندگی کا سامنا کرنے کے لئے بھی تیار ہو جائے تو پھر اللہ اس کو شرمندہ ہونے نہیں دیتا، بلکہ اس کو بلند کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس، جو کوئی انانیت اور تکبر کرتا ہے تو وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ انانیت اور تکبر انسان کو کبھی سکون سے رہنے

نہیں دیتے۔ یہ بات خوب یاد رکھیں کہ ہماری بڑائی کر لینے سے یا اپنے آپ کو بڑا سمجھ لینے سے لوگ ہمیں بڑا نہیں سمجھتے، بلکہ لوگ پیچھے مزاق اڑاتے ہیں۔

اور کچھ لوگوں کو اللہ مال و مرتبہ عطاء کرتا ہے تو وہ اللہ کے لئے تواضع اختیار کرنے کے بجائے تکبر کرتے پھرتے ہیں۔ لوگ ایسے بڑائی کرنے والوں کو بھی پیچھے گالیاں دیتے ہیں خواہ وہ کتنے ہی بڑے مالدار ہوں یا مرتبہ والے ہوں۔ عزت اس میں ہے کہ اللہ جتنا مال و مرتبہ عطاء کرے انسان میں اتنی ہی نرمی و تواضع آئے۔ اللہ مال و مرتبہ اس لئے عطاء نہیں کرتا کہ لوگ تکبر یا عیاشی کرتے پھریں، بلکہ اس لئے عطاء کرتا ہے کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ کو راضی کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

بہت سے لوگوں کو شہرت اور عہدہ حاصل کرنے کی ایسی دیوانگی ہوتی ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، یہاں تک کہ شرک کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ شہرت اور عہدہ تو انہی لوگوں کو ملتے ہیں جنہیں اللہ دینا چاہتا ہے، ورنہ اکثر لوگوں کو لاکھ کوششوں کے باوجود کوئی شہرت و عہدہ نہیں ملتا۔ اس کے برعکس رسوائی ہی ہاتھ لگتی ہے۔ اس لئے شہرت اور عہدہ کے پیچھے نہ بھاگیں۔ اللہ فرماتا ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لیے بنائیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں اور بھلا انجام متقین ہی کے لیے ہے۔ (القصص:83)

تواضع یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو عام آدمی سمجھے۔ نہ کسی پر بڑائی جھاڑے اور نہ کسی کو حقیر سمجھے۔ نہ احساس کمتری میں مبتلاء ہو اور نہ احساس برتری میں۔ سب لوگوں کی عزت کرے۔

میرے ایک قریبی دوست تھے جو اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ غریب تھے، خوبصورت بھی نہیں تھے، زیادہ پڑھے لکھے بھی نہیں تھے، لیکن لوگ ان کی بہت عزت کرتے اور آج بھی جب کبھی ان کو یاد کیا جاتا ہے تو بہت اچھے شخص کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ میں نے ان کے انتقال کے بعد دیکھا کہ کوئی شخص بھی ان کی برائی نہیں کر رہا ہے، سب ان کی تعریف ہی کر رہے ہیں، حالانکہ انہوں نے کسی پر نہ کوئی قابل ذکر احسان کیا تھا، نہ زندگی میں کوئی قابل ذکر کارنامہ انجام دیا تھا۔ اور نہ

ان میں وہ ٹالینٹ تھا جو آج دنیا میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری مانا جاتا ہے۔ پھر ایسا ان میں کیا تھا کہ سب لوگ ان کی تعریف ہی کر رہے ہیں اور کوئی ان کی برائی نہیں کر رہا ہے۔ یہی نرم مزاجی، تواضع، دوسروں کو معاف کر دینا اور دوسروں سے معافی چاہنا، معاملات میں پاکیزگی، بلاضرورت بات نہیں کرتے، حق بات بھی کرتے تو نرمی سے، کسی کی برائی نہیں، کسی پر حسد نہیں۔ اسی طرح بہت سی اخلاقی خوبیاں ان میں بفضل اللہ تھیں۔ نرمی اتنی وہ مجھ سے بیس سال بڑے تھے، لیکن تعلیم و تربیت پانے کے لئے مجھ سے چمٹے رہتے اور میرے ساتھ اس طرح نرمی، تواضع اور خوش مزاجی سے پیش آتے تھے جیسے کہ وہ مجھ سے بیس سال کے چھوٹے ہوں۔ لوگ دوسروں کی تعریف پانے کے لئے چہرے اور جسمانی خوبصورتی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، جبکہ اصل خوبصورتی تو نرمی ہے۔ تواضع کے برخلاف کوئی تکبر (بڑائی کرنا) اختیار کرتا ہے تو ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور دنیاں ہی میں کئی طرح کے عذاب سے دوچار ہوتا ہے۔ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر کبر (بڑائی) ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

4۔ غصہ نہ کرو

14) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِي، قَالَ: لاَ تَغْضَبْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے فرمایا: ''مجھے نصیحت کیجئے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''غصہ مت کرو۔'' (صحیح بخاری، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ، حدیث نمبر: 6116)

غصہ اپنے ساتھ کئی برائیاں لیکر آتا ہے، مثلاً غصہ میں آدمی گالیاں بکتا ہے، لڑائی جھگڑا کرتا ہے، قطع تعلق کرتا ہے اور ایسی ایسی باتیں بکتا ہے جو بعد میں اس کے لئے کئی مصائب و پریشانیوں کا اور خیر سے محرومی کا سبب بن جاتی ہیں۔ غصہ میں انسان تکبر کرنے لگتا ہے، ناشکری کرنے لگتا ہے جو کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔ نیز غصہ میں انسان بدلہ لینے کے جذبے کو استوار کرتا ہے، پھر بدلہ لینے کے لئے کئی غلط کام کر جاتا ہے جو بعد میں اس کے لئے کئی مصائب و پریشانیوں کا اور خیر سے محرومی کا سبب بن جاتی ہیں۔ غرض یہ کہ غصہ میں انسان غلط کام ہی کرتا ہے جس کے لئے اس کو بعد میں پچھتانا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت زیادہ غصہ کرنے سے

انسان کئی نا قابل علاج نفسیاتی بیماریوں کا بھی شکار ہوجاتا ہے۔اس لئے انسان کو غصہ سے بچنا چاہئے۔

غصہ دور کرنے کا نبوی ﷺ علاج:

15) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا تَحْمَرُّ عَيْنَاهُ وَتَنْتَفِخُ أَوْدَاجُهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ''

سلیمان بن صُرد سے روایت ہے کہ دو لوگ نبی ﷺ کے سامنے گالی گلوج کر رہے تھے۔ایک کی آنکھیں لال ہوگئیں اور رگیں پھولنے لگیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ اس کو کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے (وہ کلمہ ہے): أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ '' (صحیح مسلم، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ فَضْلِ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَبِأَيِّ شَيْءٍ يَذْهَبُ الْغَضَبُ، حدیث نمبر:109)

دوسرا نبوی طریقہ یہ ہے کہ جب غصہ آئے تو نہ کچھ کہیں اور نہ کچھ کریں، بلکہ خاموش رہیں۔کئی احادیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کو جب غصہ آتا تو خاموش رہتے، اگرچہ کہ آپ ﷺ کا چہرا مبارک سرخ ہوجاتا اور چہرے پر ناگواری کے اثرات صاف دیکھے جاسکتے تھے۔یہی مناسب عمل ہے غصہ میں کہ خاموش رہا جائے، اور نہ کچھ منفی سوچیں اور نہ بولیں اور نہ کریں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَمَتَ نَجَا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔''

(سنن ترمذی، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، حدیث نمبر:2501) ,حسن صحیح

غصہ کا نفسیاتی علاج: انسان کو غصہ کب آتا ہے؟ جب کوئی چیز اس کی چاہت ومنشاء کے خلاف ہوجاتی ہے۔ کوئی بات، کوئی کام، یا کوئی حالت اس کی خواہش اور امید کے موافق نہ ہو تو انسان کو غصہ آجاتا ہے۔تو اپنے آپ کو مندرجہ ذیل باتیں کوئی شخص سمجھالے تو اس کا غصہ جاتا رہتا ہے، ان شاء اللہ:

(1) یہ سوچیں کہ یہ دنیا میری منشا وخواہشات کے مطابق نہیں چلتی، بلکہ اللہ کی مشیت کے مطابق چلتی ہے۔ہم اللہ کے بندے ہیں اور اس کے فیصلوں کے آگے مجبور محض ہیں۔

(2) یہ سوچیں کہ غصہ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں، بلکہ غصہ سے معاملہ کو نمٹیں گے تو مسئلہ اور بگڑ جاتا ہے۔ اس لئے صبر سے ریلاکس ہوکر مسئلہ کا حل ڈھونڈیں گے تو ان شاء اللہ مسئلہ کا صحیح حل ملے گا۔

(3) یہ سوچیں کہ غصہ میں جو بھی بولا جاتا ہے یا کیا جاتا ہے وہ بعد میں پچھتانے کا، کئی مصائب و پریشانیوں کا اور خیر سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے غصہ آنے پر خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

(4) غصہ میں کہی گئی بات یا کیا گیا کام اللہ کو ہمیشہ کے لئے ناراض کرسکتا ہے اور ہماری دنیا و آخرت کو تباہ کرسکتا ہے۔ اس لئے غصہ آنے پر خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

یہ چاروں باتیں بار بار وقتاً فوقتاً اپنے آپ کو سمجھاتے رہیں تو ان شاء اللہ غصہ کم سے کم آئے گا۔

اکثر گھروں میں ساس بہو، میاں بیوی، والدین اور بچوں کے بیچ تلخی اور علیحدگی غصہ ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب کوئی ہم سے کوئی ناگوار بات یا کام کرے تو نظر انداز کیا جائے اور خاموش رہا جائے۔ اینٹھ کا جواب پتھر سے دینے سے کوئی بہادر نہیں کہلاتا، بلکہ غصہ آنے پر خاموشی اختیار کرنے والا ہی اللہ کی بشارتوں کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ﴿۱۳۴﴾

''جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوشحال اور جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔'' (ال عمران: 134)

اگر غصہ، بدلہ لینے کی سوچ، تکبر، بدزبانی، جیسے بری خصلتوں سے بچیں، تو کئی شادی شدہ زندگیاں طلاق ہونے سے بچ جائیں اور خوش حال زندگی بسر کریں اور کئی غمگین گھر خوشحال رہیں، ان شاء اللہ۔

زندگی میں یہ فن بھی سیکھ لینا چاہئے ۔۔۔ جنگ اپنوں سے ہو تو ہار مان لینا چاہئے۔

5۔ اللہ کی رحمت چاہئے تو رحم کرنا سیکھیں

16) جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللهُ

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔'' (سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، حدیث نمبر: 1922، حَسَنٌ صَحِيحٌ)

اللہ کی رحمت بہت بڑی نعمت ہے جس کو مل جائے سارے خیر مل جائیں اور سارے شر سے بچ جائے۔ انسان ہر وقت اللہ کی رحمت کا محتاج ہے، یہاں تک کہ آسانی سے ایک ایک سانس لینے کے لئے بھی اللہ کی رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔ انسان کا خوشحال اور پرسکون زندگی گذارنا اللہ کی رحمت کے بغیر ممکن نہیں۔ بس اس نعمت کو پانے کا ایک آسان وسیلہ یا نسخہ اس حدیث میں بتا دیا گیا ہے کہ تم لوگوں پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔ بندہ کے ساتھ اللہ ایسے ہی سلوک کرتا ہے جیسا بندہ اپنے مسلم بھائی کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ اس لئے جب بھی کسی مسلم بھائی کے ساتھ معاملہ کریں تو اس حدیث کو ضرور یاد رکھیں اور رحم والا معاملہ کریں۔

6۔ اگر چاہتے ہیں کہ اللہ آپ کے گناہ معاف کرے تو آپ معاف کرنا سیکھیں

17) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَمَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''معاف کر دینے سے اللہ بندہ کی عزت زیادہ ہی کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ، حدیث نمبر: 6592)

ہم انسانوں کے بیچ میں بستے ہیں، اور انسانوں سے غلطی ہونا لازمی ہے۔ اگر ہم ہر انسان کی ہر غلطی پر اسے سزا دینے لگیں، اس سے انتقام لینے لگیں تو پھر ہماری ساری زندگی اسی ایک کام کے لئے ناکافی ہوگی اور ایسا کر کے ہم اپنا وقت، مال، قوتیں اور صلاحیتیں ضائع کر دیں گے، چین وسکون کھو بیٹھیں گے اور پھر انتقام لینے سے اٹھنے والے فتنوں میں گھر جائیں گے۔ اس کے بجائے عفو و درگذر سے کام لیں تو ان سارے نقصانات سے بچ جائیں گے اور بہت سے خیر بٹور لیں گے، ان شاء اللہ۔ معافی مانگنے سے اور معاف کر دینے سے زندگی میں کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

ہمیں اپنوں کی کئی باتوں پر بہت غصہ آتا ہے۔ اس وقت یہی سوچیں کہ یہ تو میرے اپنے ہیں اور یہ بھی انسان ہیں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ میں بھی تو غلطیوں سے پاک نہیں۔ بس درگزر کر دیں۔ امید ہے کہ اللہ آپ کی غلطیوں سے درگزر کر دے۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ برا معاملہ کرے۔ تب بھی آپ اس کو معاف کر کے نرمی سے پیش آئیں۔ بدلے کی سوچ ہرگز نہ رکھیں۔ ہاں اگر کوئی آپ کے ساتھ اتنا برا معاملہ کرے کہ

معاملہ شرعی حدود کے تحت آجاتا ہے تو پھر آپ کو اختیار ہے۔ خواہ معاف کریں، یا دیت لیکر چھوڑ دیں یا حدود نافذ کرائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا پر تہمت لگائی گئی۔ تہمت لگانے والا بھی کون تھا ان کا رشتہ دار جس کی ابوبکر رضی اللہ عنہ وقتاً فوقتاً مالی مدد کیا کرتے تھے۔ اس باپ کا درد جس کی پاک دامن بیٹی کو سارے شہر میں جھوٹے الزام کے تحت بدنام کیا گیا ہو آپ باپ ہوں تو سمجھ سکتے ہیں۔ بس وہی کیفیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ بس اسی کیفیت میں انہوں نے قسم کھا لی کہ وہ اس کے بعد اپنے اس ناشکرے رشتہ دار سے کوئی خیر کا معاملہ نہیں کریں گے، لیکن اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ اللہ نے جہاں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا کی پاک دامنی کا اعلان کیا، وہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحت بھی کی:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾

"تم میں جو لوگ صاحبِ فضل اور صاحبِ وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتہ دار، مسکین اور مہاجرین فی سبیل اللہ کی مدد نہ کریں گے۔ انہیں معاف کر دینا چاہیے اور درگزر کرنا چاہیے۔ **کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے**؟ اور اللہ غفور رحیم ہے۔" (النور:22)

بس یہ آیت سننا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ چیخ اٹھے۔ کہا: "ہاں ہاں! کیوں نہیں، میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرے گناہ معاف کرے۔ میں اپنے رشتہ دار کو معاف کر دیتا ہوں۔"

یہ کون کہہ رہے ہیں اس امت کا بہترین شخص جس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ زندگی میں خیر، چین وسکون، خوشیاں یوں ہی نہیں ملا کرتیں اس کے لئے بہت سے لوگوں کو معاف کرنا پڑتا ہے، بہت سی باتوں سے درگذر کرنا پڑتا ہے، بہت سی خواہشات کو دبا دینا پڑتا ہے، بہت سی بری عادتوں کو چھوڑنا پڑتا ہے، اپنے آپ کو بہت سی باتوں کا پابند بنانا پڑتا ہے، بہت سی خوبیوں کو اپنانا پڑتا ہے، تب کہیں جا کر اللہ کا فضل ہوا تو زندگی خیر وفلاح چین وسکون سے گذرتی ہے۔

لوگوں کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ میں لوگوں کی بدزبانی پر اور ان کی بدسلوکی پر ان کو معاف کردوں گا، ان سے درگذر کروں گا، خاموش رہوں گا، صبر کرلوں گا تو لوگ مجھے کمزور سمجھیں گے، جب کہ معاملہ اس کے

بالکل برعکس ہے۔لوگوں کی بدزبانی پراوران کی بدسلوکی پران کو معاف کر دینا، ان سے درگذر کرنا، خاموش رہنا،صبر کرلینا، یہ بڑے ہمت کے کام ہیں اور یہ کام کمزور شخص کرہی نہیں سکتا۔اوراللہ ایسے لوگوں کو معاف کرتا ہے جولوگوں کو معاف کرتے ہیں، جیسا کہ اوپر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں گذر چکا ہے۔

بعض اوقات لوگوں کوصرف معاف کر دیناہی کافی نہیں ہوتا۔حالات کوسنبھالنے کے لئے، مسئلہ کو سلجھانے کے لئے غلطی نہ رہتے ہوئے بھی لوگوں سے معافی بھی مانگنی پڑتی ہے۔معافی مانگنے کے بھی کئی فوائد ہیں۔لوگوں سے معافی مانگنے سے مسائل سلجھ جاتے ہیں، لوگوں کے دل میں آپ کے خلاف اٹھنے والے منفی جذبات ختم ہوجاتے ہیں اورآپ کے لئے اچھی سوچ جنم لیتی ہے، باذن اللہ۔اللہ سے معافی مانگنے سے اللہ کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے اور ہمارے گناہ کی وجہ سے اترنے والے عذابات، بلائیں وغیرہ روک لی جاتی ہیں۔اللہ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾

اوراللہ عذاب نہیں دینے والا اس حال میں کہ وہ استغفار کررہے ہوں۔(الانفال:33)

7۔حیاء میں بھلائی ہے

18) عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”حیاء بھلائی کے سوا کچھ نہیں لاتی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ شُعَبِ الْإِيمَانِ، حدیث نمبر :60)

فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ، يَوْمَئِذٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ قَالَ: أَوْ قَالَ: الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ شُعَبِ الْإِيمَانِ، حدیث نمبر :60)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”حیاء پوری کی پوری خیر (بھلائی) ہے۔“

19) حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلاَمِ النُّبُوَّةِ الأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فرمایا: ”کلام نبوت سے لوگوں نے جو کچھ سمجھا وہ یہ ہے کہ جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہو کرو۔“ (صحیح بخاری، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ، حدیث نمبر:6120)

جو اللہ کے لئے حیاء اختیار کرتا ہے وہ ایسے جرائم سے، باذن اللہ، بچ جاتا ہے جو ایک شخص اور اس سے جُڑے لوگوں کی پوری زندگی تباہ کر دیتے ہیں۔آپ انٹرنیٹ پر دنیا کے جرائم کی شرح اوران کے وجوہات کا مطالعہ کریں تو آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ اکثر بڑے جرائم جو انسان کرتا ہے وہ بے حیائی میں یا مال کی محبت ہی میں کرتا ہے۔ یہ ایسے جرائم ہوتے ہیں جو اس کی زندگی کو تباہ کر کے رکھ دیتے ہیں، مصائب و پریشانیوں سے بھر دیتے ہیں۔ بے حیائی میں تھوڑے سے وقت کے لئے مزہ تو مل جاتا ہے،لیکن اس تھوڑے سے مزے کی قیمت ساری زندگی چکانی پڑسکتی ہے، بیماری کی شکل میں یا بے عزتی کی شکل میں، یا جیل میں یا بے چینی یا بے سکونی میں اور کبھی کبھی جان دیکر یا لیکر۔غرض یہ کہ کوئی نہ کوئی عذاب زندگی سے جُڑ ہی جاتا ہے الا ماشاءاللہ۔سب سے بڑا عذاب تو اللہ کی ناراضگی ہے جو دنیا وآخرت کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

نوجوان لڑکے اور لڑکیاں فلمیں اور ٹی، وی سیریلس دیکھ کر یہ خواہش رکھتی ہیں کہ انہیں بھی کوئی اپنی جان سے زیادہ چاہنے والا/ والی ہم سفر مل جائے،لیکن اکثر دھوکا ہی ہوتا ہے۔عاشق کو معشوقہ کی کوئی بات یا کام ایسا معلوم ہوجائے جو عاشق پر ناگوار گذرے تو عاشق معشوقہ سے پیچھا چھڑانے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔اور انسان سے ایسی غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔اسی طرح معشوقہ کو کوئی لا علاج بیماری لگ جائے تو بھی عاشق کا سارا عشق غائب ہوجاتا ہے۔اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر عشق کے معاملے شادی سے پہلے یا شادی کے بعد ٹوٹ ہی جاتے ہیں۔عاشقوں کے حصے میں پشیمانی وندامت ہی آتی ہے۔ یہ قدرت کے قانون کے خلاف چلنے پر عذاب ہوتا ہے۔لڑکا یا لڑکی کو جب پیار کرنے والے ہم سفر کی ضرورت محسوس ہو تو وہ عشق نہ کرے، بلکہ والدین کی رضاءمندی لیکر نکاح کرلے۔اسی میں بھلائی ہے۔

نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک اور بڑی غلط فہمی میں رہتی ہیں کہ عشق کر کے شادی کریں گے تو خوش رہیں گے،لیکن یہ بھی غلط فہمی ہی ہوتی ہے۔تبھی تو ہم دیکھتے ہیں کہ عشق کر کے شادی کرنے والوں ہی میں طلاق کے واقعات اکثر ہوتے ہیں۔مغربی مما لک میں اکثر شادیاں عشق کے بعد ہی ہوتی ہیں اوران میں سے اکثر شادیوں کا خاتمہ طلاق پر ہوتا ہے۔وہاں طلاق کی شرح اتنی زیادہ ہے کہ اب ان کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ شادی

کوئی رشتہ کی گرنٹی نہیں۔اس لئے اب وہاں لڑکا اورلڑکی بغیر شادی یعنی بغیر ایک دوسرے کی ذمہ داری اٹھائے جب تک دل چاہتا ہے ایک ساتھ رہتے ہیں اور جب دل بھر جائے الگ ہوکر دوسرے کے ساتھ رہنے لگتے ہیں۔یہ عیاشی کی زندگی ان کو اس وقت بھاری پڑتی ہے جب ان کی صحت خراب ہوجاتی ہے یا مال کا نقصان ہو جاتا ہے اور ان کا پرسان حال کوئی نہیں رہتا۔ان لوگوں کو یہ سمجھ نہیں کہ خرابی شادی میں نہیں،خرابی ان کی سوچ میں ہے جو عشق کی وجہ سے ہے۔عشقیہ شادی اکثر ناکام ہی ہوتی ہے،کیوں کہ جو شادی اللہ کی رضاء کے حصول کے لئے نہ ہو،پھر پاکیزہ طریقہ سے نہ ہو تو ان کے ٹوٹنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

اس لئے ایک مسلم کو چاہئے کہ عشق ومعاشقہ،زنا اور ناجائز رشتے بنانے سے دور رہیں اور یہ اللہ کی رضاء کے لئے ہو۔جو والدین یہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے بے حیائی سے دور رہیں وہ اپنے گھر سے ٹی،وی کو نکال پھیکیں اور بچوں کو اللہ کی رضا کے حصول کے کاموں میں لگائے رکھیں۔اور بار بار یہ مقصد حیات اپنے بچوں کو یاد دلاتے رہیں کہ ہم اس دنیا میں ہیں ہی اللہ کو راضی کرنے کے لئے،اپنے نفس کو راضی کرنے کے لئے نہیں۔اور اللہ سے دعاء کریں کہ اللہ ان کو بے حیائی سے بچائے رکھے،کیوں کہ یہ اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔پھر اس کے لئے سخت قدم اٹھائیں۔حجاب کو نافذ کر کے وہ تمام چیزیں جو بے حیائی پر ابھارتی ہیں جیسے ٹی،وی،انٹرنیٹ وڈیوز،غیر شرعی فنکشنز،غیروں کے ساتھ گھل ملنا وغیرہ بند کرائیں۔

بے حیائی سے بچنے کا اسلامی طریقہ:

بے حیائی سے بچنے کے لئے گھر اور باہر دونوں جگہ حجاب (پردہ) کا اہتمام کریں۔حجاب صرف برقعہ پہن کر باہر نکلنا ہی نہیں،بلکہ گھر اور باہر دونوں جگہ غیر محرم مرد،عورتوں سے اور غیر محرم عورت،مردوں سے ملنے اور بات کرنے اور اپنے حسن کو ظاہر کرنے سے پرہیز کریں۔

بے حیائی سے بچنے کا نفسیاتی طریقہ:

(1) یہ سوچ بنائیں کہ بے حیائی (عشق،معاشقہ،زنا،ناجائز رشتہ) اللہ کو سخت ناراض کرنے والا گناہ ہے۔ اس سے چند لمحات کا مزہ تو ملتا ہے،لیکن یہ دنیا اور آخرت بگاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

(2) یہ سوچیں کہ حیاء ہی میں خیر ہے۔

(3) یہ سوچیں کہ میں اللہ کی رضا کی خاطر عشق، معاشقہ، زنا، ناجائز رشتہ میں ملوث نہیں ہوؤں گا/گی، ان شاء اللہ۔ میں ایک مسلم ہوں اور مجھے بے حیائی کے کاموں سے دور رہنا چاہیے۔

یہ تینوں باتیں بار بار وقتاً فوقتاً اپنے آپ کو سمجھاتے رہیں، یہاں تک کہ عشق، معاشقہ، زنا، ناجائز رشتہ سے نفرت آپ کے دل میں بیٹھ جائے۔

فن کلام

20) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ کہے تو بھلی (اچھی) بات کہے ورنہ خاموش رہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ الْحَثِّ عَلَى إِكْرَامِ الْجَارِ وَالضَّيْفِ، وَلُزُومِ الصَّمْتِ إِلَّا عَنِ الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذَلِكَ كُلِّهِ مِنَ الْإِيمَانِ، حدیث نمبر: 74)

21) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَمَتَ نَجَا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔“

(سنن ترمذی، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، حدیث نمبر: 2501، حسن صحیح)

جب بھی انسان کوئی بات کرے تو یہ سوچ کر بات کرے کہ میں کہوں گا تو بھلی بات کہوں گا، ورنہ خاموش رہوں گا، ان شاء اللہ۔ اس بات کی تلقین اپنے آپ کو بار بار وقتاً فوقتاً کرتے رہیں، یہاں تک کہ بفضل اللہ آپ کو اس بات کی عادت پڑ جائے کہ آپ جب کبھی بات کریں تو بھلی بات کریں، ورنہ خاموش رہیں۔ شروع شروع میں ناپ تول کر بات کرنے میں مشکل ضرور ہوتی ہے، لیکن جیسے جیسے آپ اس کی کوشش کرتے رہیں گے، ان شاء اللہ آپ کی یہ عادت بن جائے گی۔ زبان کی لاج رکھیں اس کو بے لگام چھوڑ کر اللہ کے آگے، پھر لوگوں کے سامنے رسوا نہ ہوں۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بھلی بات بھی اسی وقت فائدہ مند ہوگی ان شاء اللہ جب اس کو ایک اچھے انداز میں کہا جائے، ورنہ بھلی بات بھی اگر برے انداز میں کہی جائے تو وہ بھی نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ کئی بار ایسا ہوتا

ہے کہ بات غلط نہیں ہوتی کہنے کا انداز غلط ہوتا ہے۔ یاد رہے ایک ہی بات کہنے کے کئی انداز ہوتے ہیں۔ ہر اندازِ کلام سے مختلف نتائج برآمد ہوتے ہیں، باذن اللہ۔ اس لئے ہمیں کوئی بھی بات کرنے سے پہلے اس بات کے الگ الگ انداز کلام کی فہرست بنا کر ان پر غور وفکر کرنا چاہیئے اور ان سے برآمد ہونے والے نتائج کا اندازہ بھی لگا لینا چاہیئے۔ اس بات کا خاص خیال رکھیں:

(1) ہماری باتیں مہذب ہوں، غیر مہذب نہ ہوں۔ بہت سے لوگ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھ کر مخاطبین سے غیر مہذب انداز سے بات کرتے ہیں۔ آپ حق بجانب ہیں اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ کو غیر مہذب انداز سے بات کرنے کی سند مل گئی۔ یاد رہے حق بات بھی اگر غیر مہذب انداز میں پیش کی جائے تو غیر مؤثر اور نقصان دہ ہوتی ہے۔ حق بات ہی اچھے انداز کی زیادہ مستحق ہوتی ہے یعنی اچھا انداز حق بات ہی کو زیب دیتا ہے۔

(2) ہماری باتوں سے کسی کے دل کو چوٹ نہ لگے، کسی کو تکلیف نہ ہو۔

(3) مخاطبین کی عمر اور مرتبہ اور رشتے، وقت، مزاج اور موُڑ کا خاص خیال رکھیں۔ جس طرح بچوں سے سخت کلامی معیوب سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح اپنے سے بڑوں سے ہنسی مذاق بھی درست نہیں۔

(4) بات چیت میں نرمی ہو سختی نہ ہو، اطمینان ہو جلد بازی نہ ہو، ٹھنڈک ہو غصہ نہ ہو، مٹھاس ہو کڑواہٹ نہ ہو، ایمانداری ہو دغا بازی نہ ہو، تعمیری ہو تخریبی نہ ہو، حیاء ہو بے حیائی نہ ہو۔ اچھائی ہو برائی نہ ہو، شکر گذاری ہو ناشکری نہ ہو، عاجزی ہو بڑائی نہ ہو، عیب پوشی ہو غیبت نہ ہو۔

(5) بات کرتے وقت ہمیشہ چوکنہ رہیں، محتاط رہیں، لاپرواہی اور غفلت سے بات نہ کریں۔

(6) کوئی ہمارے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے، کوئی بدزبانی کرتا ہے، ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے تو اس وقت ان سے الجھنے سے بات اور بگڑ جاتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ خاموش رہیں اور سلام کہکر وہاں سے نکل جائیں۔ بہادر وہ نہیں جو غصہ آنے پر دشمن کو پچھاڑ دے، بلکہ بہادر تو وہ ہے جو غصہ کو پی جائے اور بھڑکاؤ حالات میں بھی نرمی کا مظاہرہ کرے۔ زندگی میں بارہا لوگوں کی طرف سے دل توڑ دینے والی باتیں سننے میں آتی ہیں۔ اگر آپ ہر بات پر بگڑ جائیں گے، جھگڑے پر اتر آئیں گے تو پھر آپ کبھی سکون سے زندگی نہیں بتا سکتے۔ آپ کو پرسکون زندگی جینا ہے تو دوسروں کی بری باتوں کو نظر انداز کرنا سیکھیں، لیکن کوئی اس حد تک چلا جائے کہ اس پر

شرعی حد واجب ہوتی ہے تو پھر آپ کو اختیار ہے۔

(7) ہر چھوٹی چھوٹی بات کو عزت کا مسئلہ نہ بنائیں۔ کسی نے آپ کے ساتھ آپ کے من چاہے انداز میں بات نہیں کی، سلوک نہیں کیا تو اسے اپنے لئے بے عزتی نہ سمجھیں اگر چہ کہ وہ جان بوجھ کر ہی کیوں نہ ایسا کرے۔ اور یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ اس دنیا میں سوفی صد لوگوں سے کسی نے بھی عزت نہیں پائی خواہ بادشاہ ہو یا دنیا کا سب سے بڑا امیر۔ اس لئے ہر ایک سے عزت کی توقع رکھنا بے وقوفی ہے اور دکھ کا ذریعہ ہے۔ خواہ آپ دنیا میں اللہ کے فضل سے کتنے ہی بڑے مقام پر پہنچ جائیں آپ کے چاہنے والے ہوں گے تو آپ پر حسد کرنے والے بھی ہوں گے۔ اور اگر آپ ہر ایک حاسد کے سلوک سے بھڑک جائیں گے تو آپ کبھی دنیا میں چین وسکون سے نہ رہ پائیں گے۔ اس لئے صبر اور نرمی کے ساتھ ایسی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بھول جائیں۔ منفی حالات اور باتوں کے وقت مثبت باتیں اور رد عمل کرنا سیکھیں۔ آدمی اپنے ذہن کو اس کی تربیت دے۔

(8) خاموشی انسان کے کئی عیبوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ انسان زیادہ بڑ بڑاتا ہے تو اپنے بہت سے عیبوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اور اپنا مقام لوگوں کی نظر میں گرا لیتا ہے۔ بہت لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ ان کا بہت زیادہ بولنا ان کے لئے عزت کا باعث ہے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لوگ بہت زیادہ بولنے والے کا پیچھے بہت مزاق اُڑاتے ہیں۔ زیادہ بولنے والا شخص اپنی زبان سے ایسی ایسی باتیں بول جاتا ہے کہ اللہ اس کی باتوں سے ناراض ہو جاتا ہے۔ زیادہ بولنے والا شخص دوسروں کی غیبت، برائی، مزاق اور چغلی کرتا ہے جو اس کے لئے بعد میں جھگڑے اور رشتوں میں کڑواہٹ، خیر سے محرومی اور شر کی آمد کا باعث بنتے ہیں۔ غرض یہ کہ کم بولنے میں جو بھلائی ہے وہ زیادہ بولنے میں نہیں۔

(9) گھریلو جھگڑے، گھروں میں ٹینشن کا ماحول، رشتوں میں کڑواہٹ وغیرہ کا علاج یہ ہے کہ آدمی صبر، نرمی، تواضع، معافی اور خاموشی سے کام لے تو یہ کم سے کم تر ہوں گے یا ختم ہی ہو جائیں گے، ان شاء اللہ۔ جب اپنوں کے بیچ کوئی مسئلہ پیش آجائے تو بھڑکے نہیں، ایک دم سے اس کا رد عمل نہ کریں، حاضر جوابی سے کام نہ لیں، اینٹھ کا جواب پتھر سے نہ دیں، بلکہ تھوڑی دیر رکیں اور سوچیں اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ اس مسئلہ کو کیسے سلجھایا جا سکتا ہے۔ اللہ سے دعاء کریں کہ وہ اس مسئلہ کو سلجھائے۔ کبھی سامنے والوں کو معاف کر دینے سے، کبھی معافی مانگ لینے سے، کبھی خاموش رہنے سے، کبھی نرمی سے دو میٹھے بول بولنے سے، کبھی تھوڑا سا اپنا حق چھوڑ

دینے سے مسئلہ سلجھ جاتا ہے یا مسئلہ کی شدت میں کمی آجاتی ہے، باذن اللہ۔ ہمیشہ مسئلہ کو سلجھانے کی سوچ رکھیں۔اور مسئلہ کو سلجھانے کے لئے کئی مرتبہ حق پر رہتے ہوئے بھی کئی باتیں خاموشی کے ساتھ برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ان چند باتوں کا خیال رکھیں گے تو ان شاء اللہ، آپ اپنی باتوں سے خوب سارا خیر حاصل کر سکتے ہیں اور ڈھیر ساری پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں۔

(10) دوسروں کے معاملہ میں مداخلت نہ کریں، اس سے ان شاء اللہ، آپ کئی شرور سے بچے رہیں گے۔ اور نہ دوسروں کو اپنے معاملہ میں مداخلت کرنے کی اجازت دیں۔ دوسروں سے مشورہ ضرور لیں، لیکن فیصلہ آپ ہی کو کرنا ہے، کیوں کہ اچھے یا برے نتائج کو بھگتنا آپ ہی کو ہے۔

(11) کوئی آپ کے سامنے اپنا کوئی اچھا کام بتائے تو اس کو دعائیں دیں، اس کے کام کی برائی نہ کریں۔

22) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَبَشِّرُوا، وَلاَ تُنَفِّرُوا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اچھی باتیں بتاؤ اور (بری باتیں کرکے) نفرت نہ دلاؤ۔'' (صحیح بخاری، کتاب العلم، حدیث:69)

(12) جب ایک اچھی اور نرم بات سے کام بنتا ہے باذن اللہ تو سخت باتوں سے کام نہ لیں۔ جب خاموشی سے مسئلہ سلجھتا ہے باذن اللہ تو صفائی دینے کی کوشش نہ کریں۔

فنِ اُمورِ اموال

مال کے تعلق سے ایک مسلم کی سوچ یہ ہو:

''رزق میں فراخی دینا اور تنگی لانا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، مال کی حفاظت کرنا اور ضائع کر دینا بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور مال موجود ہو، لیکن اس کے ذریعہ سے کسے کتنا فائدہ پہنچانا ہے اور کتنا نقصان پہنچانا ہے یہ بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی کسی کو نہیں کھلاتا سب کو اللہ ہی کھلاتا ہے۔''

اس باب میں ایسی حدیثیں ہیں جن پر اگر عمل کیا جائے تو بہت سے مالی پریشانیوں سے باذن اللہ بچا جا سکتا ہے:

23) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: وَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ

”جو (مانگنے سے) بچتا رہے گا اس کو اللہ (مانگنے سے) بچائے گا اور جو صبر اختیار کریگا اللہ اسے صبر دیگا اور جو غنیٰ اختیار کریگا اللہ اسے غنی بنا دیگا اور تمہیں صبر سے بہتر اور وسیع تحفہ نہیں دیا گیا۔“ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، حدیث:6470)

اس حدیث میں تین باتیں اختیار کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے: (1) مانگنے سے بچنا خواہ وہ بھیک ہو، چندہ ہو یا قرض۔ (2) صبر اور (3) بے نیازی۔

آج اکثر لوگوں کو مانگنے کی لت پڑی ہوئی ہے۔ کسی کے پاس پیسا دیکھیں، کہیں سے پیسے ملنے کے امکان نظر آرہے ہیں تو بھیک، چندہ یا قرض مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلا دیتے ہیں۔ اچھی کمائی کے لوگ بھی آج قرضوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ قرضے ضرورت کے لئے نہیں، یا تو ارمانوں کو پورا کرنے کے لئے لیے گئے ہیں یا دنیا میں ترقی کرنے کے لئے۔ ترقی کے لئے اور ارمانوں کو پورا کرنے کے لئے قرض لیکر انسان زندگی کو تنگ کر لیتا ہے، پریشانیوں کو بڑھا لیتا ہے۔ وہ ارمان جس کا پورا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہو اس پر قرض کرنے سے صبر کر لینا اچھا ہے۔ ایسے ارمان کیوں پالیں جن کو پورا کر کے انسان قرضدار بن جائے اور زندگی کا ایک بڑا حصہ اس قرضے کی ادائیگی کے چکر میں چلا جائے۔ ایسی ترقی کس کام کی جن کے ساتھ پریشانیاں لگیں ہوں۔

یقیناً مال انسان کی ضرورت ہے اور اس کے لئے کوششیں ہونی چاہئے، لیکن کوشش حلال کی ہو۔ جہاں حرام آجائے وہاں رک جانا ہے۔ ایک مسلم کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو اور سارے جہان کو پالنے والا صرف اللہ ہے، ہماری تقدیر میں اللہ نے جتنا رزق لکھ رکھا ہے ہمیں اتنا ہی ملنے والا ہے، بھلے ہم لاکھ دوڑ دھوپ کر لیں، لاکھ تدبیریں اختیار کر لیں۔ جب یہ عقیدہ پختہ ہو جاتا ہے تو ایک مسلم صرف حلال روزی ہی کمانے کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے اور حلال ذرائع سے جتنی روزی میسر آتی ہے اس پر قناعت اختیار کرتا ہے۔ حلال روزی توحید کے تقاضوں میں سے ہے:

يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی عبادت کرنے والے ہو تو پاک چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں بخشی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو۔“ (البقرۃ:172)

لیکن انسان جب خود کو اپنے آپ کا اور اپنے گھر والوں کا پالنہار سمجھتا ہے تو وہ فکروں میں گھرا رہتا ہے اور حرام حلال کی تمیز کئے بغیر حصول مال کے لئے خوب جد و جہد کرتا ہے اور انشورنس (بیما) جیسے خبیث چیزوں میں ملوس ہوتا ہے۔ یاد رہے انشورنس بنانا سود سے بدتر گناہ ہے، کیوں کہ اس میں سود بھی ہے اور عقیدہ کی خرابی بھی ہے۔ انشورنس کمپنیاں آپ کو ڈراتے ہیں کہ آپ کو کچھ ہو گیا تو آپ کے بیوی بچوں کا کیا ہوگا؟ آپ کی صحت جواب دے جائے تو آپ کا خرچ کون اٹھائے گا؟ اگر ایسا ہوا تو ہماری کمپنی کام آئے گی۔ ہم آپ کے مستقبل کو سکیور (محفوظ) کریں گے، حالانکہ ان کمپنیوں کا مستقبل ہی سکیور نہیں ہوتا۔ بہت سی انشورنس کمپنیاں چند سالوں بعد ہی بند ہو جاتی ہیں۔ جب ایک مؤمن کا سامنا ایسے شیطانی وسوسوں سے ہو تو وہ پکار اٹھتا ہے: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ (ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔) (ال عمران: 173) فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾ (تو جان رکھو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ بہترین حامی و بہترین مددگار ہے۔) (الانفال:40)

ایک مؤمن اللہ کے اس وعدے پر مکمل طور پر بھروسا کرتا ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور فحش کاموں کی ترغیب دلاتا ہے، مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔ اللہ بڑا فراخ دست اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (البقرة:268)

انشورنس بنانا تو دنیاوی لحاظ سے بھی نقصان کا سودہ ہے۔ آج آپ ماہانہ ایک ہزار روپے لگاتے ہیں تو وہ ایک ہزار روپے اگلے بیس سال تک آپ کے کسی کام کا نہیں رہتا۔ بیس سال بعد جب وہ کچھ سود کے ساتھ ملتا ہے تو اس کی قیمت سو روپے کی بھی نہ رہے گی۔ اس کو بنا کر آخرت بھی ہاتھ سے جائے گی اور دنیا بھی۔

یاد رہے رزق میں فراخی دینا اور تنگی لانا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، مال کی حفاظت کرنا اور ضائع کر دینا بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

بہت سے لوگ اپنا مال سودی بینکوں میں رکھتے ہیں اور وہ آپ کا مال سود کمانے کے لئے لگا دیتے

ہیں۔اس طرح آپ بالواسطہ سودی کاروبار میں ملوس ہوتے ہیں۔ جب ہم یہ بات کہتے ہیں تو ہم سے کہا جاتا ہے کہ اگر ہم مال گھر پر رکھیں گے تو چوری ہونے کا ڈر ستاتا ہے۔ حالانکہ کتنے ہی امیر لوگ اپنا کروڑوں کا کالا مال بینکوں میں نہیں رکھتے، گھر پر ہی رکھتے ہیں۔ کہنے کی غرض یہ ہے کہ یہ سب غلط فہمی ہے کہ بینکوں میں پیسا محفوظ رہے گا گھر پر نہیں۔ ایک مسلم کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ مال کی حفاظت اللہ کریگا تو ہی مال محفوظ رہے گا، ورنہ اگر اللہ مال کو ضائع کرنے پر آجائے تو آپ کے دماغ میں بس ایک کیڑا چھوڑ دیتا ہے کہ فلاں تجارت میں خوب فائدہ ہے۔ پھر لوگ آپ کو کتنا بھی سمجھائیں کہ بھائی اس تجارت میں نقصان ہی نقصان ہے تو آپ ان کی بات مانے بغیر پورے جوش سے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا مال بینک سے نکال کر اس تجارت میں لگادیں گے۔ پھر بڑا گھاٹا اٹھائیں گے۔ یا، معاذ اللہ، کوئی بیماری ہی آجائے تو سارا مال ضائع ہوسکتا ہے۔ اس لئے حرام ذرائع سے اپنے مال کی حفاظت ہرگز نہ کریں۔ اللہ پر توکل رکھیں، سارے حقوق ادا کریں اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں، ان شاء اللہ، اللہ مزید برکت دیگا۔

مال کے تعلق سے یہ بات بھی اچھی طرح ذہن میں بٹھالیں کہ اللہ کسی کو مال دیتا ہے تو اس مال سے اس شخص کو کتنا فائدہ پہنچے اور کتنا نقصان پہنچے اس کا فیصلہ بھی اللہ ہی کرتا ہے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس خوب مال ہے، لیکن اسے شکّر کی بیماری ہے اور وہ میٹھا کھا نہیں سکتا۔ اس کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ اپنے شہر کی ساری مٹھائیاں خرید سکتا ہے بفضل اللہ، لیکن مٹھاس کا مزہ لے نہیں سکتا، اللہ نے اسے اس چیز سے محروم کردیا۔ یا اللہ مالدار کا دل تنگ کردیتا ہے کہ وہ خود پر بھی خرچ نہیں کرتا۔ بس بچاتے جاتا ہے، بچاتے جاتا ہے اور بچا بچا کر ہی مرجاتا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے مال خیر کم اور شر زیادہ لے آتا ہے، اللہ کی پناہ۔ کتنے ہی لوگ خود یا ان کی اولاد مال کے نشے میں عیاشی میں پڑ جاتے ہیں اور زندگی بھر کے لئے کئی مصائب و پریشانیاں مول لیتے ہیں۔ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جس کو اللہ نے خوب کمائی دی تو وہ اللہ کی طرف رجوع ہونے کے بجائے عیاشی میں پڑ گیا: زنا، شراب خوری اس کی عادت بن گئی۔ پھر کیا تھا اللہ نے چند سال مہلت دی اور پھر گرفت میں لے لیا تو منہ کا کینسر ہوگیا۔ اس کی بدبو سے سارے گھر کے لوگ پریشان ہوگئے، پھر عبرت ناک موت

سے دوچار ہوا۔ بتانے کا مقصد کسی کی تحقیر یا آپ کی تفریح کرانا ہرگز نہیں، بلکہ ایسے کئی قصے تو آپ کے آس پاس بھی ہوتے ہیں بس مومنانہ نظریہ سے ان کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، عبرت حاصل کرنے کے لئے۔

اس لئے مال کے معاملہ میں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک چیز کو اچھی سمجھتے ہیں اور وہ ہمارے لئے بری ہوتی ہے اور ایک چیز کو ہم اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں، لیکن اسی میں ہماری بھلائی ہوتی ہے۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ ہمیں بہت کم علم سے نوازا گیا ہے اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ ہمارے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا: وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾

''ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بُری ہو۔ اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔'' (البقرۃ:216)

اس لئے ہمیں اللہ سے دعاء کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ ہمیں ایسا مال دے جس میں خیر ہی خیر ہو، کوئی شر نہ ہو۔

اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے یہ سوچ بنائیں:

(1) اللہ سے توفیق کی دعاء کریں، پھر یہ پختہ ارادہ کریں کہ میں اللہ کے سوا ہرگز کسی سے پیسے نہیں مانگوں گا، نہ قرض مانگوں گا، ان شاء اللہ۔

(2) یہ سوچ بنائیں کہ اگر ارمان پورے کرنے کے لئے میرے پاس پیسے نہ ہوں تو میں صبر کرلوں گا، لیکن کسی سے مانگ کر، قرض لیکر ارمان پورے نہیں کروں گا، ان شاء اللہ۔

(3) یہ سوچ بنائیں کہ کس کے پاس کیا ہے اس سے مجھے کوئی مطلب نہیں۔ میں جس حال میں بھی ہوں، الحمد للہ بہت خوش ہوں۔ مجھے دنیا میں کسی کو کچھ دکھانا نہیں ہے۔ مجھ سے بس اللہ راضی ہوجائے، میرے لئے یہی کافی ہے۔

ان سب باتوں کو یاد رکھیں گے تو مال اور وراثت کے معاملہ میں رشتہ داروں کے ساتھ بے انصافی اور جھگڑے نہیں ہوں گے، ان شاء اللہ۔

انسان اپنی لڑکیوں کی شادی میں سب سے زیادہ قرض دار بنتا ہے۔صرف ایک دن کی شان کی چاہت میں لاکھوں روپے ڈبو دیتا ہے۔ایسے لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ لوگ بڑے ناشکرے ہیں۔کتنا بھی اچھا کھلاؤ پیچھے بدنام کرہی دیتے ہیں۔اس لئے اپنی جان مصیبت میں ڈال کر بہت سارے لوگوں کو راضی کرنے کی کوشش نہ کریں، بلکہ ایک اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ایسا کبھی نہیں ہوا کہ سب لوگ کسی ایک سے راضی ہوئے ہوں۔اس لئے لوگوں کی اتنی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ ان کی ایک ملامت کو ڈر کر یا ان کی ایک تعریف کے لئے آپ مقروض ہو جائیں۔کوئی کچھ بھی کہے،آپ کو سادگی اختیار کرنی چاہئے۔نرمی اور سادگی سے نکاح کریں۔لڑکے والوں کو سمجھائیں کہ شادی دونوں خاندانوں کی خوشی اور شادمانی کا باعث ہو، نہ کہ ایک کے لئے باعث خوشی ہو اور دوسرے کے لئے باعث آفت۔اس لئے سادگی سے شادی کرنے کی پیشکش کریں، مانے تو ٹھیک، ورنہ وہ آپ کے لائق نہیں۔بہت سے لوگ اپنی بیٹی کی خوبصورتی کی کمی کی بھر پائی مال سے پُر کرنا چاہتے ہیں۔کاش کہ اس کمی کو علم اور اخلاق سے پُر کرتے اور لڑکے والوں کو سمجھاتے کہ بھلے ہی بیٹی خوبصورتی میں کم ہو،لیکن علم، اخلاق اور خدمت گذاری میں بہت اچھی ہے۔

ایک شخص اللہ کی توفیق سے نیا نیا ہدایت پر آیا۔مجھے معلوم ہوا کہ اس نے سود پر بہت سارا قرضہ اٹھا رکھا ہے، اگرچہ کہ اس کی کمائی اس کی ضرورت سے زیادہ تھی۔پھر بھی اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اس نے قرضہ اٹھایا تھا۔میں نے اس سے کہا کہ تم جلد از جلد سود سے باہر نکل آؤ۔سود ہمیشہ کے لئے جہنم میں لے جانے والا گناہ ہے۔اس نے کہا کہ وہ بھی سود سے باہر نکلنا چاہتا ہے۔پھر اس نے قرضہ کی ادائیگی کے لئے مجھ سے قرضہ مانگا۔بہت سے لوگ بڑے چالاک ہوتے ہیں۔دوسروں کے مال سے ہی سارا معاملہ نمٹا لینا چاہتے ہیں۔مجھے لگا یہ شخص اپنا مال محفوظ رکھ کر میرے مال سے اپنا کام نکال لینا چاہتا ہے۔میں نے اس سے کہا: کیا تم واقعی قرضہ اور سود سے بچنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں بالکل۔

میں نے کہا: تمہارے پاس کیا کیا Assets (اموال) ہیں؟

اس نے کہا: خاص گھر ہے رہنے کے لئے، کچھ سونا ہے بیوی کے پاس جو وہ مجھے کبھی نہیں دیگی۔اور گورنمینٹ

نوکری ہے۔بس۔

میں نے پوچھا: فی الحال گھر کی کیا قیمت ہے؟

اس نے کہا: 32لاکھ۔

میں نے پوچھا: قرضہ کتنا ہے؟

اس نے کہا: قرضہ 7لاکھ لیا تھا جو سود ملا کر 12لاکھ کے قریب ہوا ہے۔

میں نے کہا: تو تمہارے مسئلہ کا حل اللہ کے فضل سے تمہارے پاس ہی ہے۔گھر بیچ دو قرضہ سے چھٹکارہ پاؤ۔

اس نے کہا: میں نے قرضہ کیا ہی تھا گھر بنانے کے لئے۔اب اگر گھر بیچ دوں گا تو رہوں گا کہاں؟

میں نے کہا: ارے بھائی 20 لاکھ تو اللہ کے فضل سے بچ رہے ہیں نہ؟اس سے کوئی چھوٹا سا مکان لے لینا۔تب تک کسی کرائے کے مکان میں رہ لینا۔دیکھو اللہ کہتا ہے کہ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔ لیکن اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔اللہ نے تمہیں اس قائدہ سے مستثنیٰ رکھا،تم نے سود پر لیا گیا قرضہ 7لاکھ سے گھر خریدا، پھر بھی اللہ نے تمہارے مال کو بڑھایا۔اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ کی طرف رجوع ہو جاؤ۔

بفضل اللہ، بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔اس نے چند ہی دنوں میں اپنا گھر بیچ کر اپنا سارا قرضہ چکا دیا۔پھر مجھ سے ملا۔میں نے پوچھا: کیسا محسوس کر رہے ہو؟

ٹھنڈی سانس لی اور کہا: سکو۔۔۔ن! جس کے لئے میں پچھلے 22 سال سے ترس رہا تھا۔22 سال پہلے نوکری ملی تھی۔تبھی سے میں نے اپنی اور اپنے گھر والوں کی خواہشات کے لئے قرضہ اٹھانا شروع کر دیا۔میں نے اپنے پورے کریر میں کبھی پوری تنخواہ نہیں دیکھی۔میری تنخواہ میں سے ایک وافر حصہ صرف قرضہ چکانے ہی میں چلا جاتا تھا۔ایک قرضہ چکاتا تو دوسرا اٹھاتا۔میرا دماغ پچھلے 22 سالوں میں صرف اسی عمل میں سرگرم رہا کہ کہاں سے قرضہ اٹھاؤں کیسے قرضہ چکاؤں۔آج 22 سال بعد میں پہلی بار قرضہ سے پاک ہوں اور میرے پاس پیسا بھی ہے اور تنخواہ بھی پوری لے رہا ہوں، الحمدللہ۔

میں نے کہا: اللہ نے تو تمہیں سکون بھری زندگی گذارنے کے لئے مالی اسباب اپنے فضل سے عطاء کئے تھے۔ تم اس سے فائدہ اٹھا کر اللہ کی طرف رجوع کرتے تو تمہارے پچھلے 22 سال بھی سکون بھرے ہوتے،لیکن تم

نے شکر اور قناعت سے کام نہیں لیا، بلکہ خواہشات کے پیچھے، اپنی شان جتانے میں پڑ گئے اور اپنی زندگی کو جہنم بنالیا تھا۔ چلو اب تو پختہ ارادہ کرلو کہ اب کے بعد قرضہ نہیں لوگے۔

24) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِي، مَالِي، إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنَى، أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى، أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ، وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ (صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، حدیث نمبر :4)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، جبکہ اس کا مال تو تین ہی ہیں: وہ جو کھائے اور فنا کردے یا پہنے اور پرانا کردے یا جو دے (اللہ کی راہ میں) اور (آخرت کے لئے) جمع کردے اور اس کے سوا جو ہے وہ جانے والا ہے اور اس کو چھوڑنے والا ہے لوگوں کے لئے۔''

کئی لوگ مال کے پیچھے اپنا چین وسکون سب کھودیتے ہیں۔ اس میں تین قسم کے لوگ ہیں:

(1) وہ جن کی کمائی ضرورت سے کم ہو۔ وہ ہمیشہ فکر میں گھرے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ فکر کرنے سے کمائی نہیں ہوتی، بلکہ صحت بگڑ جاتی ہے۔ اس کے بجائے صبر اور قناعت سے کام لیں اور اطمینان سے سوچیں کہ کیسے حلال ذریعہ سے کمائی کی جائے، اللہ سے گڑگڑا کر مزید رزق طلب کرتے رہیں۔ اور جو کچھ اللہ نے آپ کی تقدیر میں لکھ رکھا ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور اللہ کی لکھی تقدیر سے راضی رہیں۔ ممکن ہے اللہ کوئی راستہ کھول دے۔ یہ یقین رکھیں کہ جو آپ کی تقدیر میں ہے وہ آپ کو مل کر رہے گا۔

(2) وہ جن کو کمائی تو ہوتی ہے، لیکن ضرورت بھر۔ اس کمائی میں ان کے خواہشات پورے نہیں ہوتے اور وہ دوسروں کو دیکھ دیکھ کر گھلتے رہتے ہیں کہ فلاں اتنا اتنا کمار ہا ہے، فلاں کے پاس اتنے بنگلے اور گاڑیاں ہیں۔ ان لوگوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ اس طرح گھلنے سے آپ کی کمائی نہیں بڑھ جائے گی، بلکہ آپ کا چین وسکون جاتا رہے گا۔ اس کے بجائے اپنی تقدیر پر راضی رہیں اور قناعت اختیار کریں۔ دوسروں کے پاس جو ہے اس سے بے نیاز ہو جائیں۔ ایسا کرنے سے ارمان پورے ہوں نہ ہوں، کم از کم چین وسکون کی زندگی تو نصیب ہوگی، ان شاء اللہ۔

(3) وہ جن کے پاس خوب دولت ہے، لیکن وہ دوسروں کے مقابلہ میں دولت میں مزید آگے بڑھنے کی کوشش

کرتے رہتے ہیں۔ایسے لوگ خوش رہنے کے تمام اسباب رہنے کے باوجود بے چینی کی زندگی جیتے ہیں۔

یاد رکھیں انسان کی خواہشات اس دنیا میں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ایک پوری ہوتی ہے تو دوسری خواہش جنم لیتی ہے۔اس لئے خواہشات اور ارمانوں کو پورا کرنے کے لئے قرضے کرنا، تجارت میں دھوکہ سے کام لینا، دیگر حرام ذرائع اپنانا وغیرہ بعد میں صرف مصائب و پریشانیوں کا سبب بنتے ہیں۔سکون بھری زندگی چاہئے تو قناعت کے ساتھ، سادگی کے ساتھ زندگی گذاریں۔

خواہشات کو مارنے کا نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طریقہ:

25) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُنْظُرُوا إِلَى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو تم سے نیچے ہے اس کی طرف دیکھو اور جو تم سے اوپر ہے اس کی طرف نہ دیکھو۔ایسا کروگے تو تم اللہ کی نعمتوں کو (جو تم پر ہیں) حقیر نہ سمجھوگے۔“ (صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، حدیث نمبر :7430)

صحت و مالداری، مرتبہ و عزت کے لحاظ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو مثبت نظریہ سے بار بار دیکھتے رہنے سے شکر گذاری و قناعت جیسے اچھے جذبات جنم لیتے ہیں، باذن اللہ۔اپنے سے اوپر والوں کو دیکھنے سے حسد، احساس کمتری، ناشکری، سوچ اور عمل میں بگاڑ پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔جب کبھی اپنے سے اوپر والوں سے آمنا سامنا ہو بھی جائے، تو فوراً اپنے سے کم تر لوگوں کو یاد کرلیں۔اپنے سے اوپر والوں کو دیکھ کر جلے نہیں۔حسد کریں گے تو آپ ہی جلیں گے سامنے والے کا کچھ نہ بگڑیگا۔اس کی تقدیر میں جو ہے اسے تو مل کر رہے گا، لیکن آپ کا چین وسکون جاتا رہے گا۔

26) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ، يَعْنِي الْمَوْتَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”لذت کو مارنے والی کو کثرت سے یاد کرو یعنی موت کو۔“ (ابن ماجة، كتاب الزهد، بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ، حدیث نمبر: 4219، حسن)

موت مرنے کے بعد کی زندگی کی یاد دلاتی ہے جہاں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے گناہگاروں کو دردناک عذاب ہوتا ہے۔ اس سے دل میں اللہ کا خوف بیٹھتا ہے اور گناہوں سے پرہیز کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، ان شاء اللہ۔ کثرت سے موت کو یاد کرنے سے انسان آخرت بنانے کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے، دنیا اس کو ہیچ نظر آتی ہے۔ مجھ سے ایک شخص نے پوچھا: ''میں نمازوں کی پابندی کرنا چاہتا ہوں، لیکن کر نہیں پاتا ہوں۔ کوئی ترکیب بتائیں۔'' میں نے جواب دیا: ''آپ موت کو کثرت سے یاد کریں۔ روزانہ جب کبھی اذان سنیں تو موت کو یاد کریں۔ اس سے دنیا کی خواہشات دل سے نکل جاتی ہیں، بری سوچ، برے کام چھوٹ جاتے ہیں اور تقویٰ و طہارت کی زندگی نصیب ہوتی ہے، ان شاء اللہ۔ دنیا کے دکھ چھوٹے لگتے ہیں، دنیا کی آسائش کی محرومی کوئی دکھ نہیں پہنچا پاتی، ان شاء اللہ۔''

3) اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر ابھارتے رہیں۔ اس سے آپ اور آپ کے گھر کے لوگ فضول خرچی، دکھاوا، بڑائی، وغیرہ خبیث خصلتوں سے دور رہیں گے اور نرمی، سادگی اور حیاء کے ساتھ زندگی گذاریں گے، ان شاء اللہ۔ اس سے خواہشات دب جائیں گی اور آپ پر مالی دباؤ نہیں رہے گا، ان شاء اللہ۔

4) مندرجہ ذیل احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشی حالت پر غور کریں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے آپ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مال عطاء کیا۔

27) عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے لگاتار دو دن کبھی جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، حدیث: 22)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: وَاللهِ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ، ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوقِدَ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ، قَالَ: قُلْتُ: يَا خَالَةُ فَمَا كَانَ يُعَيِّشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، فَكَانُوا يُرْسِلُونَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهَا، فَيَسْقِينَاهُ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ واللہ! اے بھانجے، ہم نیا چاند دیکھتے، پھر نیا چاند دیکھتے، پھر نیا چاند دیکھتے اس طرح دو مہینوں میں تین مرتبہ نیا چاند دیکھ لیتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں آگ نہ جلتی (کھانا نہیں پکتا تھا)۔ میں (ان کے بھانجے) نے کہا: اے خالہ! پھر آپ کا گذارا کیسے ہوتا؟'' ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''دو کالی چیزوں سے: کھجور اور پانی مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصاری پڑوسی تھے جن کی چھیلیاں تھیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ان (چھیلیوں) کا دودھ بھیجا کرتے تھے۔'' (صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، حدیث نمبر: 26)

فکر: سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشی حالت یہ تھی، لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی عبادت میں لگے رہتے اور کہتے: کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ اس کے برعکس ہمارے گھروں میں مہینوں کا کھانے کا سامان اسٹاک پڑا رہتا ہے، ہم میں سے بہتوں کو الحمد للہ کہنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔

سادگی کے ساتھ زندگی گذاریں

28) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيمَانِ

عبداللہ بن ابی امامۃ الحارثی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سادگی ایمان میں سے ہے۔'' (ابن ماجہ، کتاب الزھد، حدیث نمبر 4118)

سادگی میں کئی خیر ہیں۔ کم کمائی میں بھی زندگی گذر جاتی ہے۔ قرضداری، دھوکہ، سودی معاملات، تکبر، دکھاوا، فضول خرچی، مقابلے بازی، بے حیائی، بیماریوں وغیرہ سے بچ جاتے ہیں، پھر ان سے ہونے والے مصائب و پریشانیوں سے بچ جاتے ہیں، بفضل اللہ۔ آپ کتنے ہی بڑے مالدار ہوں، اپنے رہن سہن میں، اپنے کھانے پینے میں، اپنی بات چیت میں، اپنی سوچ و فکر میں، اپنے برتاؤ میں سادگی اختیار کریں۔

غنٰی (بے نیازی) اپناؤ

29) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''آدم کے بیٹے! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہوجا، میں تیرے سینے کو غنٰی سے بھر دوں گا اور تیری فقیری دور کردوں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو اشغال سے بھر دوں گا اور تیری فقیری دور نہیں کروں گا۔'' (سنن ترمذی، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، صححه البانی، حدیث نمبر: 2466، ابن ماجة، كِتَابُ الزُّهْدِ، بَابُ الْهَمِّ بِالدُّنْيَا، حدیث نمبر: 4107، حسن)

جو اللہ کی عبادت کے لئے وقت نہیں نکالتا، بھلے ہی وہ مالدار ہو جائے لیکن فقیری کا خوف اس پر چھایا رہتا ہے یا پھر وہ ایسے معاملات میں پھنس جاتا ہے جہاں اسے مالداری کے باوجود چین وسکون حاصل نہیں ہوتا۔ اور میں نے دیکھا ہے ہر وہ مالدار جسے چین وسکون حاصل نہیں اپنے مال کو بے فائدہ ہی کہتا ہے۔

غنیٰ اپنانے کا نبوی طریقہ:

30) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي، فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو اجنبی ہے یا راہ چلتا مسافر ہے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، حدیث: 6416)

اس حدیث کو بار بار یاد کریں اور ہم اپنی سوچ یہ بنائیں کہ ہم تو اس دنیا میں ایک مسافر ہیں جو تھوڑی دیر کے لئے رکے ہیں۔ ہماری منزل تو آخرت ہے۔ ہمیں وہیں جانا ہے۔ جب یہ سوچ آپ کی بن جائے گی تو آپ دنیا سے اتنا ہی تعلق رکھیں گے جتنی ضرورت ہے۔ اس سے ہم کئی شرور وفتن اور برائیوں سے بچ جائیں گے، اور کئی طرح خیر حاصل کرسکیں گے، ان شاء اللہ۔

31) عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: اضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى حَصِيرٍ فَأَثَّرَ فِي جِلْدِهِ، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ كُنْتَ آذَنْتَنَا فَفَرَشْنَا لَكَ عَلَيْهِ شَيْئًا يَقِيكَ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِنَّمَا أَنَا وَالدُّنْيَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ اس کے نشان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر ظاہر ہوئے۔ تو میں نے کہا: 'اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم کچھ ایسا بچھا دیں جو آپ کو ان (نشانات سے) بچائے۔' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے کہ ایک مسافر ہے جو ایک درخت کے نیچے تھوڑی دیر کے لئے سایہ میں رک جاتا ہے، پھر اسکو چھوڑ کر نکل جاتا ہے۔'''

(ابن ماجة، كِتَابُ الزُّهْدِ، بَابُ الْهَمِّ بِالدُّنْيَا، حدیث نمبر: 4109، حسن)

32) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''غنیٰ مال و دولت کی کثرت نہیں ہے بلکہ غنیٰ تو نفس کی بے نیازی ہے۔'' (مسلم، الزکاۃ، باب فضل القناعة و الحث علیها، حدیث: 1051، ابن ماجة، كِتَابُ الزُّهْدِ، بَابُ الْقَنَاعَةِ، حدیث نمبر: 4137)

33) قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو دنیا حاصل کرنے کو مقصد بنالیتا ہے، اللہ اس کے معاملات کو بکھیر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں کے آگے فقیری کو گھماتا ہے۔ اور اس کو دنیا نہیں ملتی، مگر اتنی ہی جتنی اس کے لئے لکھ دی گئی۔ اور جو آخرت کی نیت رکھتا ہے۔ اللہ اس کے لئے معاملات جمع دیتا ہے اور اس کے دل میں غنیٰ ڈال دیتا ہے اور دنیا اس کے آگے ذلیل وخوار ہو کر آتی ہے۔'' (ابن ماجة، كِتَابُ الزُّهْدِ، بَابُ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا، حدیث نمبر: 4105، صحیح)

34) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ''یا رسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جب میں اس کو کروں تو اللہ مجھ سے محبت کرے اور پھر لوگ مجھ سے محبت کریں۔'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی محبت چھوڑ دے، اللہ تجھ سے محبت کرے گا، اور جو لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش کرنا چھوڑ دے، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔'' (ابن ماجة، كتاب الزهد، بَابُ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا، حدیث نمبر: 4102، حسن)

ان احادیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کام دھندا چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں الجھے نہ اور دنیا کے پیچھے اتنا نہ بھاگیں کہ آخرت کا خیال ہی نہ رہے۔ دنیاوی خواہشات کے پیچھے نہ پڑیں کہ حرام حلال کی، اللہ کی رضا اور ناراضگی کی فکر ہی نہ رہے۔ اور دنیا ہی کو سب کچھ نہ سمجھیں۔ اسلام حصول مال کا مخالف نہیں، لیکن اس کے لئے اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال دینا، آخرت کو بھلا دینا، یہ اسلام کے خلاف ہے۔

قناعت اپناؤ

35) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَرُزِقَ الْكَفَافَ، وَقَنِعَ بِهِ (مسلم، كتاب الزكاة، حدیث: 1053)

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کامیاب ہوا وہ شخص جسے اسلام کی ہدیت دی گئی اور ضرورت کے برابر رزق دیا گیا اور وہ اس پر قانع (راضی) ہوا۔''

قناعت کہتے ہیں اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو اپنے لئے کافی سمجھ کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگی گذارنے کو۔ قناعت میں جو سکون ہے وہ قرضداری، ہیرا پھیری، بینکوں سے سودی تعلقات میں نہیں۔ اگر انسان میں قناعت نہ ہو تو وہ زیادہ کی حرص میں حرام حلال کی تمیز بھول جاتا ہے۔ اس کو جتنا بھی ملے کم لگتا ہے

اوراللہ کی ناشکری اس کا مزاج بن جاتا ہے۔قرضداری، بینکوں سے سودی تعلقات، ذہنی الجھنیں و پریشانیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔ اللہ نے جو پرسکون زندگی دی ہوتی ہے اسے اپنے خواہشات کے ہاتھوں بیچ دیتا ہے۔لوگوں کی یہ غلط سوچ کہ وہ اپنی عقل و چالاکی سے کماتے ہیں ان کو لے ڈوبتی ہے۔چین وسکون کی زندگی کے لئے قناعت شرط ہے۔کوئی شخص قناعت کے بغیر چین وسکون سے زندگی جی ہی نہیں سکتا، بھلے ہی وہ کتنا ہی بڑا مالدار کیوں نہ ہو،بفضل اللہ۔

36) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، آمِنًا فِي سِرْبِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا

سلمہ بن عبیداللہ بن محصن الانصاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے صبح کی اس حال میں کہ اپنے جسم میں عافیت ہو، اپنے بارے میں امن ہو، اوراس کے پاس ایک دن کی روزی ہوتو گویا کہ اس کے لئے دنیا جمع کر کے دے دی گئی۔“ (ابن ماجة، كِتَابُ الزُّهْدِ، حديث: 4141، حسن)

انسان کوصحت اور عافیت اور امن مل جائے اور روٹی، کپڑا اور مکان معمولی ہی مل جائے اور اہل و عیال مل جائیں تو دیگر چیزیں ملے نہ ملے زندگی گذر جاتی ہے۔انسان کی ضرورت ہی اتنی ہے۔اور انسان کو اتنے میں ہی خوش رہنا سیکھ لینا چاہئے۔انسان کی ضرورتیں بہت تھوڑی ہیں اور یہ بفضل اللہ بہت آسانی سے پوری بھی ہو جاتی ہیں، لیکن اس کی خواہشات بہت زیادہ ہیں جو آسانی سے پورے نہیں ہوتے۔ان کو پورا کرنے کے لئے حرام میں پڑ جاتا ہے اور پریشانیاں مول لیتا ہے۔انسان کی بھوک روٹی چٹنی سے بھی مٹ جاتی ہے، لیکن اس کو مہنگے لذیذ کھانے کی خواہش ہوتی ہے۔انسان کے رہنے کے لئے معمولی گھر کافی ہے، لیکن اس کی خواہش ہوتی ہے کہ عالیشان محل ہو۔انسان کا تن ڈھکنے کے لئے معمولی لباس کافی ہوتا ہے، لیکن اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ قیمتی سے قیمتی کپڑے پہنے کی خواہش رکھتا ہے۔ہر چیز میں دوسروں سے مقابلہ میں اترنا پھر ان سے اپنے آپ کو بہتر ثابت کرنے کا جو پاگلپن ہوتا ہے، یہ انسان کو قرضوں میں ڈبو دیتا ہے اور کئی پریشانیوں کا باعث بن جاتا ہے۔کسی بھی معاملہ میں کسی کے مقابلہ میں اترے بغیر سادگی اور قناعت کی زندگی جیئیں تو زندگی پرسکون گذریگی، ان شاء اللہ۔

اپنی حدوں کو پہچانیں اور ان کا لحاظ کریں

37) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔'' (صحیح مسلم، كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، حدیث نمبر: 1)

خیر یوں ہی حاصل نہیں ہوتا۔ اس کو پانے کے لئے شریعت کی پابندیاں اپنانی پڑتی ہیں۔ اسی طرح مصائب و پریشانیوں سے بھی یوں ہی نجات نہیں مل جاتی، بہت سی قربانیاں دینی پڑتی ہیں، بہت سے ارمانوں اور خواہشات کو مارنا پڑتا ہے، بری عادتوں کو چھوڑنا پڑتا ہے، برے جذبات کو دبانا پڑتا ہے، مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لوگوں کی بری باتوں اور برے برتاؤ کو خاموشی سے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ شروع شروع میں شریعت کی پابندیاں اپنانے میں بہت تکلیف ہوتی ہے، لیکن جب اللہ کی رضاء کے لئے انسان اس پر ڈٹ جاتا ہے تو آہستہ آہستہ شریعت کی پابندیاں اس کی عادت میں شامل ہوجاتی ہیں اور وہ ایک اطمینان بھری زندگی جینے لگتا ہے۔ لیکن ایک کافر شریعت کی پابندیوں کو قبول نہیں کرتا۔ وہ اپنی خواہشات میں مگن رہتا ہے، لیکن اسے معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں اس کے لئے شر ہے، پھر ایک دن اس کو ان خواہشات کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔ دنیا اور آخرت کے مصائب و پریشانیوں سے اسلام کی پابندیاں بہتر ہیں۔ ایسی آزادی کس کام کی جو مصائب و پریشانیوں کا باعث بنے۔ اللہ فرماتا ہے:

وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

''ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بُری ہو۔ اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔'' (البقرة:216)

خواہشات شریعت کی پابندیاں توڑنے کے لئے اکساتی رہتی ہیں اور ایک مؤمن کے ایمان کا امتحان لیتی ہیں، لیکن ایک مؤمن خواہشات کو دبا دیتا ہے اور اپنے آپ کو شریعت کا پابند بنالیتا ہے، باذن اللہ۔

دینی علم اور سمجھ حاصل کریں

38)سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ،

معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطاء فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم، حدیث نمبر: 71)

کیوں کہ دین اسلام سلامتی اور سکون کی راہ دکھاتا ہے جسے سیکھ کر سمجھ کر انسان بہت سارے مصائب و پریشانیوں سے بچ کر بہت سارا خیر حاصل کرسکتا ہے، باذن اللہ۔ یاد رہے علم دین ایک چیز ہے اور دین کی سمجھ ایک چیز ہے، مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ یہ تو علم ہے۔ اب ایک عورت اپنے سسرال میں مکمل خاموشی اختیار کرلے، شوہر کھانا دینے کے لئے بلائے تو بھی خاموش، ساس دوائی دینے کے لئے بلائے تو بھی خاموش، سسر پانی مانگے تو بھی خاموش رہے گی تو بڑے مسئلے ہوجاتے ہیں۔ کب خاموش رہنا ہے یہ سمجھ ہونا ضروری ہے، ورنہ اس علم کا فائدہ نہیں ہوتا۔

تفقہ فی الدین مندرجہ ذیل طریقہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے:

1۔ایمان اور اخلاص کے ساتھ قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے سے۔

2۔عمل کی نیت سے قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے سے: قرآن وحدیث کا مطالعہ اس غرض سے ہرگز نہ ہو کہ مقرر بننا ہے یا کسی کے ساتھ مناظرہ کرنا ہے یا اپنے آپ کو اہل علم میں سے بنانا ہے، اس سے کمائی کرنا ہے، بلکہ اس غرض سے ہو کہ صحیح دین کو جانیں اور اس پر عمل کریں، تا کہ اللہ کی رضاء حاصل ہو۔

3۔قرآن وحدیث پر غور وفکر، تدبر کرنے سے: بہت سے لوگ قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتے ہیں، مگر سرسری طور پر۔ قرآن پڑھتے ہیں تو ایک ہی بیٹھک میں سورۃ البقرۃ پڑھ لیتے ہیں اور دوسری بیٹھک میں سورۃ ال عمران پڑھ لیتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے دین میں سمجھ حاصل نہیں ہوتی۔ دین میں سمجھ اس وقت حاصل ہوتی ہے جب قرآن کی ایک ایک آیت پر غور وفکر کیا جائے کہ یہ آیت ہم سے کیا کہتی ہے۔

4۔قرآن وصحیح حدیث پر عمل کرنے سے: کئی باتیں صرف مطالعہ سے معلوم نہیں ہوتیں، بلکہ عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہیں۔کئی احکام پڑھنے پر مضر معلوم ہوتے ہیں،لیکن عمل کے بعد معلوم ہوتے ہیں کہ وہ تو بہت ہی مفید ہیں۔اس لئے بے عمل لوگ اس علم سے محروم ہوتے ہیں جو صرف عمل کے بعد ہی ملتا ہے۔اس طرح اللہ کی جانب سے اس علم کے ذریعہ سے ملنے والے خیر سے بھی محروم ہوتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ (صحیح مسلم،حدیث نمبر 2352)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جو ایسے راستے پر چلا جس میں علم کی تلاش کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ذریعہ جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس کے درس میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتا ہے اور جس شخص کو اس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔"

قَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔(صحیح مسلم،حدیث نمبر 1891)

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔" (صحیح بخاری، كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ، بَابٌ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ القُرْآنَ وَعَلَّمَهُ، حدیث نمبر: 5027)

ایک مسلم کو قرآن مجید سے خوب محبت کرنا چاہئے، اسے اپنے دل میں بسائے رکھنا چاہئے، اس کو سیکھنے اور سکھانے کے لئے ایک خاص وقت متعین کرنا چاہئے اور اس کی تلاوت کرتے رہنا چاہئے۔ یہ ہمیں دنیا

میں اچھے طریقہ سے جینا سکھاتا ہے اور آخرت میں ہماری سفارش کرتا ہے۔

عن أَبي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ

ابوامامہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''قرآن کو پڑھا کرو اس لئے کہ یہ روز قیامت اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔ دو روشن سورتوں کو پڑھا کرو یعنی سورۃ البقرۃ اورسورۃ ال عمران اس لئے کہ یہ دونوں روز قیامت دو بادل یا دو سائبان یا اڑتے ہوئے پرندوں کے دو جھنڈ کی طرح آئیں گے اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجت کرتے ہوئے۔ سورۃ البقرۃ پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑ دینا حسرت ہے اور جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔'' (صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، حدیث نمبر:1868)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ

عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی قرآن مجید میں ماہر ہو وہ ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو معزز اور بزرگی والے ہیں اور جو قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اسے پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، حدیث نمبر: 1856)

یہ سارے قرآن کے فضائل اس شخص کو حاصل ہوں گے جو اخلاص کے ساتھ قرآن کو پڑھتا ہے، سمجھتا ہے اور اس کا درس دیتا ہے۔ اگر ہم دن میں آدھا گھنٹا اس کام کے لئے وقف کر دیں تو کتنا اچھا ہے۔ عقلمند شخص تو وہی ہے جو دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی بنالے۔ تھوڑی محنت کر کے، تھوڑا صبر سے کام لیکر اگر شیڈول تیار کر کے اس کی پابندی کریں تو ممکن ہے دونوں جہاں میں کامیاب ہوں۔

علم حدیث حاصل کریں

40) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو مجھ سے کچھ سنے پھر اس کو دوسروں تک پہنچادے جیسا اس نے سنا۔'' (ترمذی، حدیث نمبر: 2657، صحیح)

حدیث قرآن کی شرح ہے، مثلاً قرآن میں ہے صلوٰۃ قائم کرو، لیکن اس کی تفصیل: اوقات، طریقہ، مسائل، وغیرہ قرآن میں نہیں، حدیث میں ملیں گے۔ اسی طرح صوم، زکاۃ، حج وغیرہ احکام کا معاملہ ہے۔ اس لئے حدیث کو پڑھے سمجھے بغیر قرآن پر عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن پر عمل کرنے کے لئے علم حدیث حاصل کرنا لازمی ہے۔ کتب حدیث تو بہت ہیں، لیکن ان میں سب سے صحیح اور مستند تو دو ہی ہیں: (1) صحیح بخاری اور (2) صحیح مسلم۔

ایک شخص بغیر کام سیکھے میکانک کا کام کرے تو کیا وہ صحیح کام کرسکتا ہے؟ ایک شخص بغیر کام سیکھے الیکٹریشن کا کرے تو کیا وہ صحیح کام کرسکتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح کوئی شخص بغیر دین سیکھے دین پر عمل کرے تو وہ صحیح دین پر عمل کر ہی نہیں سکتا، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ لوگ دین پر عمل دین کو سیکھے بغیر ہی کرتے ہیں، کچھ سیکھتے بھی ہیں تو سنی سنائی باتوں سے جو بالعموم غلط ہوتی ہیں۔ اس لئے جب میں علم کی روشنی میں دیکھتا ہوں، لوگ تیس، پینتیس سالوں سے نماز پڑھ رہے ہیں، لیکن ان کی نماز میں کئی ایسی غلطیاں ہوتی ہیں جو نماز کو بیکار کر دیتی ہیں۔ ایک شخص تیس پینتیس سال محنت کرے، پھر اسے اس کی اجرت نہ ملے تو پھر تیس پینتیس سال کی محنت ضائع ہوگئی نہ؟ کتنا اچھا ہوا گر ہم چند ماہ کے لئے روزانہ ایک گھنٹہ صرف کرکے قرآن، صحیح بخاری اور صحیح مسلم پڑھ کر سمجھ کر عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق وآداب سیکھیں اور اصلاح کرلیں تو کم ازکم ہماری عمر بھر کی محنت تو ضائع نہ ہوگی، ان شاء اللہ۔ کوئی شخص قرآن، صحیح بخاری اور صحیح مسلم سمجھ کر پڑھے بغیر یہ سمجھتا ہے کہ اس کے عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق وآداب صحیح ہیں تو وہ بڑی غلط فہمی میں ہے۔ امید ہے کہ آپ اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے، ان شاء اللہ۔